ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَھُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ نَقِیۡرًا (النساء:125)

ترجمہ: اور مردوں میں سے اور عورتوں میں سے جو نیک اعمال بجالائے اور وہ مومن ہوں تو یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے اور وہ کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 4

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

23 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری • 27 صلح 1401 ہجری شمسی • 27 جنوری 2022ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21 جنوری 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

مرکز احمدیت قادیان دار الامان میں 126 ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

کووِڈ کی وبا نے دلوں کی کدورتیں دُور نہیں کیں، اللہ تعالیٰ کی اس وارننگ سے انسان کوئی سبق حاصل نہیں کر رہا، اگر یہی رویّہ رہا تو بڑے خطرناک نتائج پیدا ہونگے

آج میں اسلام کی امن کی تعلیم کے چند پہلو بیان کروں گا اگر ان پر عمل ہو تو دنیا امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے

- اسلام کہتا ہے کہ ایک دوسرے کے مذہب کے بانی کو غلط کہہ کر اس پر الزام نہ لگاؤ☆
- اسلام یہ نہیں کہتا ہے کہ باقی مذہب جھوٹے تھے، اسلام کہتا ہے کہ ہر قوم میں نبی آئے، قرآن کریم کی آیت
وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ۝ کی روشنی میں ایک مسلمان حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰ کو یا ہندوؤں کے اوتاروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے☆
- اسلام کہتا ہے کہ ہر مذہب کے ماننے والے کی عزت کرو اور ہر مذہب کے بانی کی عزت کرو☆
- اسلام کے بارے میں ایک غلط تصور قائم کیا گیا ہے کہ اسلام شدت پسند مذہب ہے اور ابتدا میں زبردستی مسلمان بنائے گئے حالانکہ اسلام اس کی نفی کرتا ہے☆
- اسلام نے اس دنیا میں نہ ماننے کی وجہ کسی کو سزا نہیں دی، اگر آج بھی مسلمانوں کے عمل اس تعلیم کے مطابق ہو جائیں تو دنیا کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو جائے☆
- اصلاح مدنظر ہونی چاہئے، دیکھنا چاہئے کہ آیا سزا دینے سے اصلاح ہوتی ہے یا معاف کرنے سے، مقصد اصلاح ہونی چاہئے☆
- اسلام کہتا ہے کہ ہر قسم کے لین دین میں دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو☆
- اسلام کہتا ہے تکبر نہ کرو، لوگوں کو ذلیل، حقیر نہ سمجھو، تکبر کر کے کوئی حقیقی مقام نہیں ملتا
عاجزی ہی ہے جو حقیقی سرداری دیتی ہے، یہی سرداری ہے جو دیرپا امن قائم کرنے والی بن سکتی ہے☆

جلسے کی برکات کو بھی شاملین ساتھ لے کر جانے والے ہوں، دنیا میں ہر جگہ اس جلسے کے پروگرام کو سننے والے ایک جوش اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنے والے ہوں اور اپنے علاقوں میں اسلام کی پاک تعلیم کی روشنی میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے بن جائیں

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شرکائے جلسہ سے بصیرت افروز اختتامی خطاب

★کووِڈ کے حالات کی وجہ سے حضور انور کی رہنمائی اور حکومتی گائڈلائن کے تحت محدود پیمانے پر جلسے کا انعقاد ★لیکن لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ جلسہ سے وسیع استفادہ ★لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ ایک لاکھ چھ ہزار چھ سو چھیالیس افراد نے جلسہ کی کارروائی دیکھی اور سنی ★ 8 ممالک کی نمائندگی ★نماز تہجد ★ درس القرآن اور ذکر الٰہی سے معمور ماحول ★ علماء کرام کی پُرمغز تقاریر ★ 6 ملکی زبانوں میں جلسہ کے پروگراموں کی ترجمانی ★ احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ کیلئے تربیتی امور پر مشتمل ڈاکیومنٹری اور مختلف معلوماتی نمائشوں کا انعقاد ★ نکاحوں کے اعلانات ★ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جلسہ کی کوریج ★ پرسکون وخوشگوار موسم میں جلسہ کی تمام کارروائی کی تکمیل☆

رپورٹ: منصور احمد مسرور (منتظم رپورٹنگ)

(تیسری وآخری قسط)

جلسہ مستورات

مؤرخہ 25 دسمبر 2021ء بروز ہفتہ مستورات کا جلسہ ہوا جس کی صدارت محترمہ بشریٰ طیبہ غوری صاحبہ اعزازی ممبر لجنہ اماء اللہ بھارت نے کی۔ تلاوت قرآن مجید محترمہ امتہ الہادی شیریں صاحبہ معاونہ واقفات نو قادیان نے کی اور ترجمہ پیش کیا۔ محترمہ امتہ الباسط بشریٰ صاحبہ سکریٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ بھارت نے نظم ''تجھے حمد وثنا زیبا ہے پیارے'' کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام خوش الحانی سے پڑھی۔ پہلی تقریر محترمہ ذکیہ تسنیم صاحبہ نائب صدر لجنہ ضلع بھاگلپور ومونگھیر نے بعنوان ''اسلامی عائلی زندگی (طلاق وخلع کا سد باب) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں'' کی۔

بعد ازاں ایک نظم محترمہ وجیہہ بشارت صاحبہ نے ''تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم'' کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے چیدہ چیدہ اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھے۔

بعد ازاں جلسہ کی دوسری تقریر محترمہ بشریٰ پاشا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے بعنوان ''احمدی خواتین کی قربانیاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات کی روشنی میں'' کی۔

بعد ازاں صدر اجلاس نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں آپ نے پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ بھارت کی روشنی میں نصائح فرمائیں دعا کے بعد جلسہ کی کارروائی بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ۔

جلسہ کے دوران ہر دو تقاریر کا رواں ترجمہ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِی الْعَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

کسوف وخسوف کی حدیث کو کسی محدّث نے موضوع قرار نہیں دیا
اگر اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت کرسکو تو ایک سو روپیہ بطور انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب تحفہ گولڑویہ رُوحانی خزائن جلد 17 سے پیش کررہے ہیں۔ پیارے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے مہدی کی یہ پیشگوئی بتائی تھی کہ جب وہ دعویٰ کرے گا تو اُس کے دعویٰ کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگائے گا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1890 میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپؑ کے اس دعویٰ کے ساتھ ہی آپؑ کی مخالفت کا بازار گرم ہوگیا۔ تکفیر کے فتووں کی بھرمار ہوگئی۔ ٹھیک چار سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید و نصرت میں اور آپ کے دعویٰ کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لئے چاند اور سورج گرہن کا نشان ظاہر فرمادیا۔ علماء جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگارہے تھے وہ کب اس کو آپؑ کی صداقت کا نشان مان سکتے تھے؟ انہوں نے بغض وعداوت میں اس عظیم الشان نشان کا انکار کردیا۔ حدیث پر طرح طرح کے اعتراضات کئے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نور الحق میں ان کے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے۔ اور یہ سلسلہ آئندہ بھی اپنی کتابوں میں جاری رکھا۔ اس سلسلہ میں آپؑ کے دو پُرشوکت انعامی چیلنج کا ذکر ہم قبل ازیں کرچکے ہیں۔ اب ہم کسوف وخسوف سے متعلق آپؑ کی طرف سے دیئے گئے ایک اور انعامی چیلنج کا ذکر ذیل میں کریں گے۔

سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوگئی تو نام نہاد علماء نے ایک اعتراض یہ کیا کہ حدیث کے بعض راوی جھوٹے ہیں۔ نیز یہ بھی اعتراض کیا کہ حدیث موضوع ہے۔ یعنی یہ حدیث کسی انسان کی بنائی ہوئی ہے سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔ گویا کہ حدیث کا ہی سرے سے انکار کردیا گیا کہ یہ حدیث ہے ہی نہیں۔ اس سلسلہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پُرمعارف جوابات دیئے وہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

کیا دارقطنی اور حدیث کے راوی اور محدثین
جنہوں نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں درج کیا جھوٹے تھے؟

کیا تو گواہی دیتا ہے کہ دارقطنی اور تمام راوی اس حدیث کے اور تمام وہ لوگ جنہوں نے اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل کیا اور حدیثوں میں ملایا اوّل زمانہ سے اس زمانہ تک مفسد اور فاسق ہی گزرے ہیں اور صالح آدمی نہیں تھے اور تو قوم کی کتابوں کو اس حدیث سے پُر پائے گا جس کا نام تو موضوع رکھتا ہے باوجود اس کے جو ان کا علم تجھ سے اور تیرے ہم مثل لوگوں سے زیادہ ہے اور پھر وہ تجھ سے زیادہ تر اصلی حقیقت پر اطلاع رکھتے ہیں پس تو اپنے نفس کے جذبات کا طالب نہ ہو اور نیک بخت بن جا۔ کیا تو اس حدیث میں شک کرتا ہے جس کا صحیح ہونا کھل گیا اور جس کی پاکیزگی ظاہر ہوگئی ہے کہ وہ قوم کی نظر میں ضعیف ہے یا وہ ملامت کی جگہ ہے اور یا اس کے راویوں میں سے کون مطعون ہے۔ کیا یہ مقام شک کا ہے یا تو دیوانوں میں سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس حدیث کی تصدیق کی ہے اور راویوں کو الزامات سے بری کیا ہے اور اس حدیث کی سچائی کے نور کمال صفائی اور روشنی سے دکھائے ہیں۔ (نور الحق، الحصة الثانية، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 207)

بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک نزدیک نہیں آئی

دارقطنی کی حدیث میں کوئی اِغلاق نہیں۔ جس طرح پر خسوف کسوف ظہور میں آیا وہ سراسر حدیث کے الفاظ کے موافق ہے...... یہ کہنا کہ اس حدیث میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کیا ہے، یہ قول سراسر حماقت ہے۔ کیونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوگئی۔ پس جبکہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کردیا تو اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ ایسے لوگ چارپائے ہیں نہ آدمی جن کے دل میں بعد قیام دلائل صحت پھر بھی شبہ رہ جاتا ہے فرض کیا کہ محدثین کی طرز تحقیق میں اس حدیث کی صحت میں کچھ شبہ رہ گیا تھا۔ مگر دوسرے پہلو سے وہ شبہ رفع ہوگیا۔ محدثین نے اس بات کا ٹھیکہ نہیں لیا کہ جو حدیث ان کی نظر میں قاعدہ تنقید رواۃ کی رو سے کچھ ضعف رکھتی ہو وہ ضعف کسی دوسرے طریق سے دُور نہ ہوسکے۔ اس حدیث کو تو کسی شخص نے وضعی قرار نہیں دیا اور اہل سنت اور شیعہ دونوں میں پائی جاتی ہے اور اہل حدیث خوب جانتے ہیں کہ صرف محدثین کا فتویٰ قطعی طور پر کسی حدیث کے صدق یا کذب کا مدار نہیں ٹھہر سکتا۔ بلکہ یہاں تک ممکن ہے کہ ایک حدیث کو محدثین نے وضعی قرار دیا ہو اور اس حدیث کی پیشگوئی اپنے وقت پر پوری ہوجائے اور اس طرح پر اس حدیث کی صحت کھل جائے۔ ہمیں اصل غرض تحقیق صحت سے ہے نہ محدثین کے قواعد سے۔

پس یہ نہایت بے ایمانی اور بددیانتی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی اور پہلو سے کسی حدیث کو ظاہر کردے اور اطمینان بخش ثبوت دیدے تب بھی ان ظنون فاسدہ کو نہ چھوڑیں کہ فلاں شخص نے فلاں راوی کی نسبت یہ شکوک پیش کئے تھے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا کہ معتبر راویوں کے بیان سے کسی کی موت ثابت ہو اور پھر وہ شخص جو مردہ قرار دیا گیا ہے حاضر ہوجائے اور اس کے حاضر ہونے پر بھی اس کی زندگی پر اعتبار نہ کریں اور یہ کہیں کہ راوی بہت معتبر ہیں ہم اس کو زندہ نہیں مان سکتے۔ ایسا ہی ان بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک نزدیک نہیں آئی۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 294)

علماء وفضلاء متقدمین ومتاخرین سب اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے

اس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ گزر گیا مگر اب تک کسی عالم نے اس حدیث کو زیر بحث لاکر اس کو موضوع قرار نہیں دیا نہ یہ کہا کہ اِس کے ثبوت کی تائید میں کسی دوسرے طریق سے مدد نہیں ملی بلکہ اُس وقت سے جو یہ کتاب ممالک اسلامیہ میں شائع ہوئی تمام علماء وفضلاء متقدمین ومتاخرین میں سے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے۔

اَے کسی جنگل کے وحشی! خبر معائنہ کے برابر نہیں ہوسکتی
تمام شکوک وشبہات اکارت گئے جب حدیث نے اپنی سچائی ظاہر کردی

ایک اور اعتراض سادہ لوح عبد الحق کا یہ ہے کہ ”محدثین نے دارقطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔“ لیکن اس احمق کو سمجھنا چاہئے کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کردیا ہے کیونکہ اس کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔ پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے ان کی حماقت ظاہر ہوئی۔ راویوں کی تنقید اور ان کا جرح ایک ظنی امر ہے۔ اور ایک پیشگوئی کا پورا ہوجانا اور اس کا صدق مشاہدہ میں آجانا یقینی امر ہے اور ظن یقین کو اٹھا نہیں سکتا۔ رؤیت روایت پر مقدم ہے۔ مثلاً ایک بڑے معتبر راوی نے ایک جگہ بیان کیا کہ عبد الحق غزنوی فوت ہوگیا ہے پھر اتنے میں تم خود اس مجلس میں حاضر ہوگئے۔ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ ان مجلس والوں کو جن کے پاس ایک معتبر روایت تمہاری موت کی پہنچ چکی تھی، کیا کرنا چاہئے؟ کیا تمہارا جنازہ پڑھا جائے یا زندہ دیکھ کر روایتوں کو ردّ کیا جائے۔ اَے کسی جنگل کے وحشی! خبر معاینہ کے برابر نہیں ہوسکتی۔ کیا تو نے لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ کبھی نہیں سنا......تم نے اس حدیث کے دو راویوں عمرو اور جابر جعفی کو جھوٹا ٹھہرایا مگر ان کا جھوٹ ثابت نہیں۔ کسی نے ان کے جھوٹ کا شرعی ثبوت پیش نہیں کیا۔ بلکہ ان کی یہ روایت کسوف خسوف سچی نکلی۔ مگر تمہارا گندہ جھوٹ ایسی صفائی سے ثابت ہوگیا کہ تم عند الشرع سخت سزا کے لائق ٹھہر گئے اور وہ جھوٹ یہ ہے کہ تم نے حقیقت کو چھپانے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو باطل ٹھہرانے کی نیت سے گرہن کی تاریخوں کو بدل ڈالا۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11، صفحہ 333)

جس حدیث کی سچائی پر خدا گواہی دیدے وہ موضوع کس طرح ہوسکتی ہے؟

حدیث نہایت صحیح ہے اور صرف دارقطنی میں نہیں بلکہ حدیث کی اور کتابوں میں بھی ہے اور شیعہ میں بھی ہے اور اہل سنت میں بھی۔ ماسوا اس کے یہ اصول محدثین کا مانا ہوا ہے کہ اگر کسی حدیث کی پیشگوئی پوری ہوجائے اور بالفرض اگر اس حدیث کو موضوع ہی سمجھا گیا تھا تو پوری ہونے کے بعد وہ صحیح حدیث سمجھی جائے گی کیونکہ خدا نے اُس کی سچائی پر گواہی دی۔ کیونکہ خدا کے سوا غیب کی کسی کو طاقت نہیں...... یہ حدیث تو کئی طریقوں سے ثابت ہے ......علاوہ اس کے یہ کیسی حماقت ہے کہ جب حدیث میں ایسی پیشگوئی تھی جس پر سوا خدا کے اور کوئی قادر نہیں ہوسکتا اور وہ پیشگوئی پوری ہوگئی تو کیا اب اس حدیث کی صحت میں شک رہا؟ (ایام الصلح جلد 14 صفحہ 423)

شیعہ اور سُنّی دونوں فریق کی کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے
دونوں گروہ اس کسوف خسوف کے تیرہ سو برس سے منتظر تھے

کیا خسوف کسوف رمضان میں نہیں ہوا؟ کیا شیعہ اور سُنّی دونوں فریق کی کتابوں میں یہ حدیثیں موجود نہیں!

باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

”حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا جو ابدالآباد تک کیلئے نمونہ رہے گا“ (حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

مدینہ کی طرف روانہ ہوتے ہوئے آپؐ نے مکہ پر آخری نظر ڈالی اور حسرت کے ساتھ شہر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے مکہ کی بستی! تُو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے بھی نہایت افسوس کے ساتھ کہا: اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے

مکرم ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب سابق امیر ضلع ملتان، مکرم رحمت اللہ صاحب انڈونیشیا اور مکرم الحاج عبدالحمید ٹاک صاحب یاری پورہ کشمیر کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31؍دسمبر 2021ء بمطابق 31؍فتح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

گذشتہ خطبہ میں حضرت ابوبکرؓ کے غارِثور کے واقعہ کا ذکر چل رہا تھا۔ اس واقعہ کے حوالے سے جو غارِثور میں دشمن کے پہنچ جانے کا ہے قرآن کریم میں یہ آیت جو ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم اس رسول کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا وطن سے نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

قرآن شریف میں غارِثور کے واقعہ کے حوالے سے یہ ذکر ہے۔ کفارِ مکہ غار کے دہانے پر کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ انہیں سن کر گھبرا گئے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں پکڑ لیا گیا تو کیا بنے گا۔ سارا اسلام تو گویا اسی ذاتِ بابرکات سے وجود باجود تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس گھبراہٹ کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ غم نہ کرو ابوبکر! یقیناً ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

(ماخوذ از شرح الزرقانی علی المواھب اللدنی، جزء2، صفحہ 122-123، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتے ہوئے جب وہ لوگ غارِثور کے پہاڑ کے پاس پہنچے تو سراغ رساں نے کہا: مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ اس کے بعد ان دونوں نے کہاں اپنے قدم رکھے ہیں اور جب وہ غار کے قریب ہو گئے تو سراغ رساں نے کہا کہ اللہ کی قسم! جس کی تلاش میں تم لوگ آئے ہو وہ یہاں سے آگے نہیں گیا۔

(تاریخ الخمیس، جلد2، صفحہ 15، فی وقائع السنۃ الاولیٰ من الھجرۃ دارالکتب العلمیۃ 2009ء)

غار کے دہانے پر اس سراغ رساں نے جب یہ ساری بات کی اور کسی نے چاہا بھی کہ غار کے اندر جھانک کر دیکھا جائے تو اُمَیَّہ بن خَلَف نے تلخ اور بے پروائی کے سے انداز میں کہا کہ یہ جالا (اور درخت) تو مَیں محمد کی پیدائش سے پہلے یہاں دیکھ رہا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے۔ وہ یہاں کہاں ہو سکتا ہے اور یہاں سے چلو کسی اَور جگہ اس کی تلاش کریں اور یہ کہتے ہوئے سب لوگ وہاں سے واپس چلے آئے۔

(المواھب اللدنیہ لعلامہ قسطلانی، جلد1، صفحہ 292-293، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 2004ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیین میں قریشِ مکہ کے اعلان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرنے کے بارے میں جو ذکر فرمایا ہے وہ اس طرح ہے کہ ”انہوں نے عام اعلان کیا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام دیئے جاویں گے۔ چنانچہ کئی لوگ انعام کی طمع میں مکہ کے چاروں طرف اِدھر اُدھر نکل گئے۔ خود رؤساء قریش بھی سراغ لیتے لیتے آپؐ کے پیچھے نکلے اور عین غارِثور کے منہ پر جا پہنچے۔ یہاں پہنچ کر ان کے سراغ رسان نے کہا کہ بس سراغ اس سے آگے نہیں چلتا۔ اس لئے یا تو محمدؐ یہیں کہیں پاس ہی چھپا ہوا ہے“ (صلی اللہ علیہ وسلم) ”یا پھر آسمان پر اڑ گیا ہے۔ کسی نے کہا کوئی شخص ذرا اس غار کے اندر جا کر بھی دیکھ آئے مگر ایک اَور شخص بولا کہ واہ یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے۔ بھلا کوئی شخص اس غار میں جا کر چھپ سکتا ہے۔ یہ ایک نہایت تاریک و تار اور خطرناک جگہ ہے اور ہم ہمیشہ سے اسے اسی طرح دیکھتے آئے ہیں۔ یہ بھی روایت آتی ہے کہ غار کے منہ پر جو درخت تھا۔ اس پر آپؐ کے اندر تشریف لے جانے کے بعد مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور عین منہ کے سامنے کی شاخ پر ایک کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے تھے۔“ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے خیال میں ”یہ روایت تو کمزور ہے لیکن اگر ایسا ہوا ہو تو ہرگز تعجب کی بات نہیں۔“ کمزور روایت ہے لیکن تعجب والی بات کوئی نہیں ہے کیونکہ ”مکڑی بعض اوقات چند منٹ میں ایک وسیع جگہ پر جالا تن دیتی ہے اور کبوتری کو بھی گھونسلا تیار کرنے اور انڈے دینے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔ اس لیے اگر خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی حفاظت کے لیے ایسا تصرف فرمایا ہو تو ہرگز بعید نہیں ہے بلکہ اس وقت کے لحاظ سے ایسا ہونا بالکل قرین قیاس ہے۔ بہرحال قریش میں سے کوئی شخص آگے نہیں بڑھا اور یہیں سے سب لوگ واپس چلے گئے۔“

آگے لکھتے ہیں کہ ”روایت آتی ہے کہ قریش اس قدر قریب پہنچ گئے تھے کہ ان کے پاؤں غار کے اندر سے نظر آتے تھے اور ان کی آواز سنائی دیتی تھی۔

اس موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ نے گھبرا کر مگر آہستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! قریش اتنے قریب ہیں کہ ان کے پاؤں نظر آ رہے ہیں اور اگر وہ ذرا آگے ہو کر جھانکیں تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ یعنی ہرگز کوئی فکر نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایا وَمَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ یعنی اے ابوبکرؓ! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب قریش غار کے منہ کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ سخت گھبرا گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گھبراہٹ کو دیکھا تو تسلی دی کہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے رِقت بھری آواز میں کہا: إِنْ قُتِلْتُ فَأَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَإِنْ قُتِلْتَ أَنْتَ هَلَكَتِ الْأُمَّةُ۔ یعنی یا رسول اللہؐ! اگر مَیں مارا جاؤں تو مَیں تو بس ایک اکیلی جان ہوں لیکن اگر خدانخواستہ آپؐ پر کوئی آنچ آئے تو پھر تو گویا ساری امت کی امت مِٹ گئی۔ اس پر آپؐ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ الفاظ فرمائے کہ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورۃ التوبہ:40) یعنی اے ابوبکرؓ! ہرگز کوئی فکر نہ کرو کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہم دونوں اس کی حفاظت میں ہیں۔ یعنی تم تو میری وجہ سے فکرمند ہو اور تمہیں اپنے جوش اخلاص میں اپنی جان کا کوئی غم نہیں مگر خدا تعالیٰ اس وقت نہ صرف میرا محافظ ہے بلکہ تمہارا بھی اور وہ ہم دونوں کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھے گا۔“ (سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 237 تا 239)

یہ سیرت خاتم النبیین کا حوالہ ہے اور حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ملا تو آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لے کر جبلِ ثور کی طرف تشریف لے گئے جو مکہ سے کوئی چھ سات میل کے فاصلہ پر ہے اور اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ صبح جب کفار نے دیکھا کہ آپؐ اپنے گھر میں موجود نہیں اور ہر قسم کے پہرہ کے باوجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیابی کے ساتھ نکل گئے ہیں تو وہ فوراً آپؐ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے مکہ کے چند بہترین کھوجی جو پاؤں کے نشانات پہچاننے میں بڑی بھاری دسترس رکھتے تھے اپنے ساتھ لئے جو انہیں جبلِ ثور تک لے آئے اور انہوں نے کہا کہ بس محمد رسول اللہؐ اگر ہیں تو یہیں ہیں۔ اس سے آگے اَور کہیں نشان نہیں ملتا۔ اس وقت یہ کیفیت تھی کہ دشمن غار کے عین سر پر کھڑا تھا اور غار کا منہ تنگ نہیں تھا جس کے اندر جھانکنا مشکل ہو مگر وہ ایک فراخ منہ کی کھلی غار ہے جس کے اندر جھانک کر بڑی آسانی سے معلوم کیا جا سکتا تھا کہ کوئی شخص اندر بیٹھا ہے یا نہیں مگر ایسی حالت میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی خوف طاری نہیں ہوتا بلکہ آپؐ کی قوتِ قدسیہ کی برکت سے حضرت ابوبکرؓ کا دل بھی مضبوط رہتا ہے اور وہ موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ہم پکڑے گئے بلکہ انہوں نے اگر کچھ کہا تو یہ کہ یا رسول اللہ! دشمن اتنا قریب پہنچ چکا ہے کہ وہ اگر ذرا بھی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ سکتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ اِثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ ابوبکر! خاموش رہو۔ ہم اِس وقت دو نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ایک تیسرا خدا بھی ہے پھر وہ کیونکر ہمیں دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باوجود اس کے کہ دشمن غار کے سر پر پہنچ چکا تھا پھر بھی اسے یہ توفیق نہ ملی کہ وہ آگے بڑھ کر جھانک سکتا اور وہ وہیں سے بڑبڑاتے واہی تباہی باتیں کرتے ہوئے واپس چلا گیا۔ غرض اس واقعہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھیوں نے گھبرا کر یہ کہا کہ اے موسیٰؑ ہم پکڑے گئے۔ گویا انہوں نے اپنے ساتھ موسیٰؑ کو بھی لپیٹ لیا اور خیال کیا کہ اب ہم سب فرعون کی گرفت میں آنے والے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل نے آپؐ کے ساتھی پر بھی ایسا اثر ڈالا کہ اس کی زبان سے بھی یہ الفاظ نہ نکلے کہ ہم پکڑے گئے۔ بلکہ اس نے کہا تو صرف یہ کہ دشمن اتنا قریب آ چکا ہے کہ اگر وہ ہمیں دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واہمہ کو بھی برداشت نہ کیا اور فرمایا کہ ایسا خیال بھی مت کرو ہم اس وقت دو نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ایک اَور بھی ہستی ہے اور وہ ہمارا خدا ہے۔“

(تفسیر کبیر، جلد7، صفحہ 147، 146)

حضرت مصلح موعودؓ ایک اَور جگہ فرماتے ہیں ”جب مکہ کے لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کے مظالم شروع کر دیئے اور ان کی وجہ سے دین کی اشاعت میں روک پیدا ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ مکہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ بھی مکہ چھوڑنے کیلئے تیار ہو گئے۔ اس سے پہلے کئی دفعہ انہیں جانے کیلئے کہا گیا

مگر آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جانے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانے لگے تو حضرت ابوبکرؓ کو بھی آپؐ نے ساتھ لے لیا۔ جب آپ رات کے وقت روانہ ہوئے‘‘ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ یہ ’’ایک جگہ جو مَیں نے بھی دیکھی ہے‘‘ حج کے دوران ’’پہاڑ میں معمولی سی غار ہے جس کا منہ دو تین گز چوڑا ہوگا اس میں جا کر ٹھہر گئے۔ جب مکہ کے لوگوں کو پتہ لگا کہ آپ چلے گئے ہیں تو انہوں نے آپؐ کا تعاقب کیا۔ عرب میں بڑے بڑے ماہر کھوجی ہوا کرتے تھے ان کی مدد سے تعاقب کرنے والے عین اس مقام پر پہنچ گئے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ بیٹھے تھے۔ خدا کی قدرت کہ غار کے منہ پر کچھ جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں جن کی شاخیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ اگر وہ لوگ شاخوں کو ہٹا کر اندر دیکھتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ بیٹھے ہوئے نظر آ جاتے۔ جب کھوجی وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ یا تو وہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں یا یہاں بیٹھے ہیں اس سے آگے نہیں گئے۔ خیال کرو اس وقت کیسا نازک موقع تھا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ گھبرائے مگر اپنی ذات کیلئے نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ گھبراتے کیوں ہو خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں نہ دیکھتے تو کس طرح ممکن تھا کہ ایسے نازک وقت میں گھبرا نہ جاتے۔ قوی سے قوی دل گردہ کا انسان بھی دشمن سے عین سر پر آ جانے سے گھبرا جاتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب بلکہ سر پر آپؐ کے دشمن کھڑے تھے اور دشمن بھی وہ جو تیرہ سال سے آپؐ کی جان لینے کے درپے تھے اور جنہیں کھوجی یہ کہہ رہے تھے کہ یا تو وہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں یا یہاں بیٹھے ہیں۔ اس جگہ سے آگے نہیں گئے۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا عرفان ہی تھا جس کی وجہ سے آپؐ نے یہ کہا۔ آپؐ خدا تعالیٰ کو اپنے اندر دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ میری ہلاکت سے خدا تعالیٰ کے عرفان کی ہلاکت ہو جائے گی اس لئے کوئی مجھے ہلاک نہیں کرسکتا۔‘‘

(عرفان الٰہی اور محبت باللہ کا عالی مرتبہ، انوار العلوم جلد 11 صفحہ 223-224)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی رفاقت کیلئے صرف ایک ہی شخص اختیار کیا تھا یعنی دھوما کو جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے وقت صرف حضرت ابوبکر کو اختیار کیا تھا کیونکہ سلطنت رومی حضرت عیسیٰ کو باغی قرار دے چکی تھی اور اسی جرم سے پیلاطوس بھی قیصر کے حکم سے قتل کیا گیا تھا کیونکہ وہ در پردہ حضرت عیسیٰ کا حامی تھا اور اس کی عورت بھی حضرت عیسیٰ کی مرید تھی۔ پس ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ اس ملک سے پوشیدہ طور پر نکلتے۔ کوئی قافلہ ساتھ نہ لیتے۔ اس لئے انہوں نے اس سفر میں صرف دھوما حواری کو ساتھ لیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے سفر میں صرف ابوبکرؓ کو ساتھ لیا تھا اور جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی اصحاب مختلف راہوں سے مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے تھے ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری مختلف راہوں سے مختلف وقتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جا پہنچے تھے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 402)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق اس مصیبت کے وقت ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفار کی رائے اخراج کی بھی تھی مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپؐ کے قتل پر تھی۔ ایسی حالت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا جو ابدالآباد تک کے لئے نمونہ رہے گا۔

اس مصیبت کی گھڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے...... یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کا تھا۔ اس وقت آپؐ کے پاس ستر اسّی صحابہؓ موجود تھے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے مگر ان سب میں سے آپؐ نے اپنی رفاقت کیلئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی انتخاب کیا۔ اس میں کیا سِرّ ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کا فہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف اور الہام سے بتادیا کہ اس کام کیلئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ ابوبکرؓ اس ساعتِ عسر میں آپؐ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔ حضرت مسیحؑ پر جب اس قسم کا وقت آیا تو اُن کے شاگرد اُن کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک نے لعنت بھی کی۔ مگر صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا پورا ساتھ دیا اور ایک غار میں جس کو غارِ ثور کہتے ہیں۔ آپؐ جا چھپے۔ شریر کفار جو آپؐ کی ایذارسانی کیلئے منصوبے کر چکے تھے تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل سر پر ہی آ پہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا اور ہم پکڑے جائیں گے۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ کچھ غم نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ مَعَنَا میں آپ دونوں شریک ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلّہ پر آنحضرتؐ کو اور دوسرے پر حضرت صدیقؓ کو رکھا ہے۔ اس وقت دونوں ابتلا میں ہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانے والا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آ کر ختم ہو جاتا ہے لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گزر اور دخل کیسے ہوگا؟ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے ان کو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھتے آئے ہیں لیکن آپ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپؐ اپنے رفیق صادق صدیقؓ کو فرماتے ہیں: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپؐ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں۔ اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کیلئے تو یہ نمونہ کافی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 376 تا 378)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اَور مقام پر فرماتے ہیں کہ ’’اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کیلئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا اور انڈے بھی دے دیئے اور اسی طرح اذنِ الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکہ میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 66 حاشیہ)

پھر روایت میں آتا ہے کہ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کے ہونہار صاحبزادے حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ رات کو غارِ ثور آتے اور دن بھر کی مکّہ کی ساری خبریں دیتے۔ ہدایات لیتے اور علی الصبح اس طور سے مکہ واپس چلے جاتے کہ جیسے رات مکّہ میں ہی بسر کی ہو اور ساتھ ہی عامر بن فُہیرہ کی ذہانت ہے کہ رات کو دودھ والی بکریوں کا دودھ دینے کے بعد بکریوں کے ریوڑ کو اس طرح واپس لاتے کہ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کے قدموں کے نشانوں کو بھی ساتھ ساتھ مٹا دیا جاتا۔ (صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... حدیث نمبر 3905) (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جزء 1-2 صفحہ 289، ذکر ھجرۃ الرسول، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت 2008ء)

بعض سیرت نگاروں نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت اسماءؓ روزانہ کھانا لے کر آیا کرتی تھیں۔ (السیرۃ الحلبیہ جزء 2 صفحہ 54 باب عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفسہ ...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) لیکن یہ جو ہے بعید از قیاس بات ہے۔ بعضوں کی یہ رائے صحیح ہے کہ اس خطرے کے عالم میں ایک خاتون کا روزانہ ادھر آنا راز فاش کرنے کے مترادف ہے اور جبکہ عبداللہ بن ابوبکر روزانہ آ رہے تھے تو پھر حضرت اسماءؓ کے کھانا لانے کی کیا ضرورت ہوسکتی تھی۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن تین دن اسی طرح گزر گئے۔ مکہ والے جب قریبی جگہوں کی تلاش سے فارغ ہو کر ناکام ہو گئے تو انہوں نے باہم مشاورت سے ایک بہت بڑے انعام کا اعلان کرتے ہوئے اردگرد کی بستیوں میں ڈھنڈورچی بھیج دیے جو اعلان کر رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مردہ لانے کی صورت میں ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ اتنے بڑے انعام کی لالچ نے کئی لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کیلئے پھر سے تازہ دم کر دیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 58 باب الھجرۃ الی المدینۃ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

دوسری طرف تین دن مکمل ہونے پر حسبِ وعدہ عبداللہ بن اُرَیقِطْ اونٹ لے کر آ گیا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ عبداللہ بن اُرَیقِطْ سے یہ وعدہ ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ تین دن کے بعد صبح کے وقت اونٹ لے کر پہنچے گا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 344، ھجرۃ الرسول مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... حدیث نمبر 3905) (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد 7 صفحہ 238 دار المعرفۃ بیروت)

اس روایت سے یہ تاثر ملتا ہے کہ غارِ ثور سے مدینہ کی طرف روانگی صبح کے وقت شروع ہوئی تھی مگر بخاری کی ہی دوسری روایت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ سفر رات کے وقت شروع ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے عبداللہ بن اُرَیقِطْ کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے اسے پہلے سے اپنی اونٹنیاں سپرد کر رکھی تھیں اور سمجھا رکھا تھا کہ تین رات کے بعد تیسرے دن کی صبح کو اونٹنیاں لے کر غارِ ثور میں پہنچ جائے۔ چنانچہ وہ حسبِ قرار داد پہنچ گیا۔ یہ بخاری کی مشہور روایت ہے مگر مؤرخین لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو روانہ ہوئے تھے اور خود بخاری کی ہی ایک دوسری روایت میں اس کی تصدیق پائی جاتی ہے۔ اور قرینِ قیاس بھی یہی ہے کہ آپؐ رات کو روانہ ہوئے ہوں۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 239-240)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کی رات یکم ربیع الاول کو غار سے نکل کر روانہ ہوئے۔ ابنِ سعد کے مطابق آپؐ ربیع الاول کی چار تاریخ کو پیر کی رات غار سے روانہ ہوئے۔

(تاریخ الخمیس جلد 2 صفحہ 18، ذکر خروجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع ابی بکر من مکۃ ...... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2009ء)

پہلی تاریخ خمیس کی روایت ہے۔ صحیح بخاری کے شارح عَلّامہ ابن حَجَر عَسقَلَانی لکھتے ہیں کہ امام حاکم نے کہا کہ اس بارے میں متواتر آرا ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے نکلنا پیر کے دن تھا اور مدینہ میں داخل ہونا بھی پیر کے دن تھا سوائے محمد بن موسیٰ خوارزمی کے جس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے جمعرات کے روز نکلے۔ علامہ ابن حَجَر ان روایات میں تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تو جمعرات کو نکلے تھے اور غار میں جمعہ، ہفتہ اور اتوار، تین راتیں قیام کرنے کے بعد پیر کی رات کو مدینہ کیلئے روانہ ہوئے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر جلد 7 صفحہ 299 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی جس کا نام قَصْوَا ملتا ہے اس پر سوار ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اونٹنی پر اپنے ساتھ عامر بن فُہیرہ کو سوار کیا اور اُرَیقِطْ اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گھر میں کل سرمایہ پانچ یا چھ ہزار درہم تھا وہ بھی ساتھ لیا۔ بعض روایات کے مطابق عامر بن فُہیرہ اور حضرت اَسماءؓ کھانا لے کر آ گئیں اور جس میں بکری کا بھنا ہوا گوشت تھا لیکن یہاں پہنچ کر خیال آیا کہ کھانا اور مشکیزہ باندھنے کیلئے کوئی کپڑا وغیرہ نہیں ہے تو حضرت اَسماء نے اپنا نطاق کھول کر دو حصے کیے۔ ایک سے کھانا اور ایک سے مشکیزے کا منہ باندھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماءؓ کو جنت میں دو نطاقوں کی بشارت دی اور ان سب کو رخصت کیا اور یہ دعا کرتے ہوئے سفر شروع کیا: اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ، وَاخْلُفْنِیْ فِیْ أَھْلِیْ کہ اے اللہ! میرے سفر میں تُو میرا ساتھی ہو جا اور میرے اہل میں میرا قائم مقام ہو جا۔ (محمد رسول اللہ والذین معہ از عبدالحمید جودۃ السحار جلد 3 صفحہ 61 مکتبۃ مصر) (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ 345، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نطاق سے کھانا باندھنے کا واقعہ حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے چلتے وقت ہوا تھا لیکن بہرحال یہاں بھی یہ ذکر ملتا ہے۔ تاریخ میں دو مواقع پر یہ ذکر ملتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کیلئے مکہ میں حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے غارِ ثور کیلئے روانہ ہو رہے تھے اور بعض کے نزدیک اس وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور سے مدینہ کیلئے روانہ ہو رہے تھے۔ بہرحال یہ دونوں ذکر ملتے ہیں لیکن بخاری میں حضرت

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفرِ ہجرت کی جو تفصیل بیان فرمائی ہے اس روایت کے تسلسل سے یہی تاثر ملتا ہے کہ یہ حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے روانگی کا واقعہ ہے۔ لہٰذا بخاری کی روایت کو ترجیح دینا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ اول تو غارِ ثور کے قیام کو جس طرح خفیہ رکھا گیا تھا وہاں حضرت اسماءؓ کا کھانا لے کر جانا محلِ نظر ہوسکتا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ اور حضرت عامر بن فُہَیرہؓ یہ دونوں مرد روزانہ چھپ کر جا رہے تھے تو پھر ایک خاتون کا جانا حفاظت اور احتیاط کے تقاضوں کے منافی نظر آتا ہے۔ بہرحال گھر میں بھی نِطاق سے کھانا باندھنے کا جو واقعہ ہے اس میں حضرت اسماءؓ کی فدائیت اور والہانہ محبت کی جھلک بھی نمایاں ہوتی ہے کہ بجائے اسکے کہ اس وقت کھانا باندھنے کیلئے کوئی اَور چیز ڈھونڈنے میں وقت ضائع کریں (اپنا کمر بند کھول کر کھانا باندھ دیا)۔ غار میں تو کہا جاسکتا ہے کہ غار میں واقعہ ہوا ہوگا کیونکہ وہاں کوئی چیز نہیں تھی لیکن گھر میں بھی یہ واقعہ ہوسکتا ہے کہ فوری طور پر کوئی چیز نہ ملی ہو اور وقت ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو اپنا کمر بند کھول کر کھانا باندھ کر حضرت ابوبکرؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصت کیا۔ اس لیے بخاری کی روایت کے مطابق یہ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ کھانا باندھنے کا واقعہ حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے رخصت ہونے کا ہوگا نہ کہ غارِ ثور سے مدینہ کی طرف سفر کے آغاز کا۔ بہرحال واللہ اعلم۔

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کیلئے نکلے تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سارا مال ساتھ لے لیا جو پانچ یا چھ ہزار درہم تھا۔

آپؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے دادا ابوقُحافہ ہمارے پاس آئے۔ اس وقت ان کی بینائی جا چکی تھی۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ وہ یعنی حضرت ابوبکرؓ اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اپنے مال کے ذریعہ بھی تم لوگوں کو مصیبت میں ڈال گیا ہے۔ اس پر حضرت اسماءؓ کہتی ہیں مَیں نے کہا کہ نہیں دادا جان! ہرگز نہیں۔ وہ تو ہمارے لیے بہت سا مال چھوڑ گئے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ مَیں نے کچھ پتھر لیے اور ان کو گھر کے اس روشن دان میں رکھ دیا جہاں میرے والد مال رکھا کرتے تھے اور پھر مَیں نے ان پر کپڑا ڈال دیا اور اپنے دادا کا ہاتھ پکڑ کر مَیں نے کہا دادا جان اس مال پر اپنا ہاتھ تو رکھیں۔ پس انہوں نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کوئی حرج نہیں اگر وہ تمہارے لیے اتنا کچھ چھوڑ کر گیا ہے تو پھر اس نے اچھا کیا ہے۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ ہمارے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں گئے تھے مگر مَیں چاہتی تھی کہ اس بزرگ کو اس طرح اطمینان دلاسکوں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام 345، ھجرۃ الرسول ﷺ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے غارِ ثور سے روانگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’غارِ ثور سے نکل کر آپؐ ایک اونٹنی پر جس کا نام بعض روایات میں اَلْقَصْوَا بیان ہوا ہے سوار ہوگئے اور دوسری پر حضرت ابوبکرؓ اور ان کا خادم عامر بن فُہَیرہ سوار ہوئے۔ روانہ ہوتے ہوئے آپؐ نے مکہ کی طرف آخری نظر ڈالی اور حسرت کے الفاظ میں فرمایا: اے مکہ کی بستی! تُو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے۔ اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 240)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’دو دن اِسی غار میں انتظار کرنے کے بعد پہلے سے طے کی ہوئی تجویز کے مطابق رات کے وقت غار کے پاس سواریاں پہنچائی گئیں اور دو تیز رفتار اونٹنیوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی روانہ ہوئے۔ ایک اونٹنی پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رستہ دکھانے والا آدمی سوار ہوا۔‘‘ یہ بھی ایک روایت میں آتا ہے کہ دونوں ایک سواری میں تھے۔ ایک میں یہ کہ تین اونٹنیاں تھیں۔ بہرحال اور ’’دوسری اونٹنی پر حضرت ابوبکرؓ اور ان کا ملازم عامر بن فُہَیرہ سوار ہوئے۔ مدینہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ مکہ کی طرف کیا۔ اس مقدس شہر پر جس میں آپ پیدا ہوئے، جس میں آپ مبعوث ہوئے اور جس میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ سے آپ کے آباؤ اجداد رہتے چلے آئے تھے آپؐ نے آخری نظر ڈالی اور حسرت کے ساتھ شہر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے مکہ کی بستی! تو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے بھی نہایت افسوس کے ساتھ کہا: اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 223-224) (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، باب ہجرۃ الرسول ﷺ، صفحہ 344، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

ایک روایت کے مطابق جب جُحفہ مقام پر پہنچے، جُحفہ مکہ سے تقریباً 82 میل کے فاصلے پر ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ (القصص: 86) یقیناً وہ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا۔ (محمد رسول اللّٰہ والذین معہ از عبدالحمید جودۃ السحار جلد 3 صفحہ 64 مکتبۃ مصر) (شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ، جلد 2 صفحہ 172 دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ساری رات یہ سفر جاری رہا یہاں تک کہ جب دوپہر کا وقت ہونے لگا تو ایک چٹان کے سائے میں قافلہ استراحت کے لیے رکا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بستر تیار کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آرام فرمانے کی درخواست کی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ باہر نکل گئے تا دیکھیں کہ تعاقب کرنے والوں میں سے کوئی آ تو نہیں رہا۔ اتنے میں دُور سے بکریوں کا ایک چرواہا بھی سائے کی تلاش میں ادھر آ نکلا۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے اس سے پوچھا لڑکے تم کس کے غلام ہو؟ اس نے کہا قریش کے ایک شخص کا ہوں۔ اس نے اس کا نام لیا اور مَیں نے اس کو پہچان لیا۔ مَیں نے کہا کیا تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ مَیں نے کہا کیا تم ہمارے لیے کچھ دودھ دوہو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ مَیں نے اسے دودھ دوہنے کے لیے کہا۔ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کی ٹانگ اپنی پنڈلی اور ران کے درمیان پکڑ لی۔ پھر مَیں نے اس کو کہا کہ پہلے تھن کو اچھی طرح صاف کرو۔ پھر اپنی نگرانی میں دودھ برتن میں ڈلوایا۔ اس میں پانی ڈالا تاکہ دودھ کی حدت کچھ کم ہوجائے اور دودھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ دودھ لے کر حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک سوئے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے مناسب نہ سمجھا کہ آپؐ کے آرام میں خلل کیا جائے۔ چنانچہ آپؐ کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ بیدار ہونے پر دودھ پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ پئیں۔ اور آپؐ نے اتنا پیا کہ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ! کُوچ کا وقت آ پہنچا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ یا ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب سفر دوبارہ شروع کیا جائے؟ عرض کیا گیا جی میرے آقا۔ چنانچہ سفر پھر شروع ہوا۔ (صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ حدیث نمبر 3652) (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 3 صفحہ 243-244، جماع ابواب الھجرۃ الی المدینۃ...... دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

سراقہ بن مالک کا تعاقب اسکا واقعہ یہ ہے کہ اُرَیْقِط جیسے ماہر راستہ شناس کی نگرانی میں ساحلی بستیوں کی جانب سے مدینہ کی طرف یہ سفر شروع کیا گیا تھا جو کہ مدینہ کے عمومی راستے سے مختلف روٹ (route) تھا۔ مکہ اور اس کے ارد گرد کی بستیوں میں سو اونٹ انعام کا اعلان عام ہو چکا تھا اور بہت سے لوگ چاہتے تھے کہ یہ گراں قدر انعام انہیں ملے۔ سُراقہ بن مالِک بیان کرتے ہیں، بعد میں یہ مسلمان ہوگئے تھے اور اسلام لانے کے بعد انہوں نے خود یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس کفارِ قریش کے ایلچی آئے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ ہر دو کی دیت مقرر کی ہوئی تھی ان لوگوں کیلئے جو ان دونوں کو قتل کرے گا یا انہیں زندہ پکڑ لے گا۔

سراقہ کہتے ہیں مَیں اپنی قوم بَنُو مُدلِج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے سامنے سے آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہوا جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ اے سراقہ! مَیں نے ساحل کی طرف کچھ سائے سے دیکھے ہیں یا کہا کہ تین افراد کا ایک قافلہ جاتے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہو نہ ہو یہ محمدؐ ہی ہیں۔ سراقہ بن مالک کہتے ہیں کہ مَیں جان گیا کہ واقعی یہ محمدؐ کا ہی قافلہ ہوگا لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے ساتھ کوئی اَور اس انعام میں شریک ہو۔ اس لیے مَیں نے فوراً موقع کی نزاکت کو سنبھالا اور اس بتانے والے کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ وہ خاموش رہے اور خود مَیں نے کہا کہ نہیں نہیں وہ محمدؐ کا قافلہ نہیں ہوسکتا بلکہ جن لوگوں کا تم ذکر کر رہے ہو وہ تو ابھی ہمارے سامنے سے گزر کر گئے ہیں۔ وہ بنو فلاں ہیں جو اپنی گمشدہ اونٹنی کی تلاش میں جا رہے تھے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مَیں کچھ دیر اُس مجلس میں رہا تا کہ کسی کو شک نہ گزرے اور پھر اپنی ایک خادمہ کو کہا کہ وہ میری فلاں تیز رفتار گھوڑی کو لے کر گھر کے پیچھے فلاں جگہ پر کھڑی ہو اور میرا انتظار کرے اور کچھ دیر کے بعد وہ خود وہاں پہنچ گیا اور بیان کرتے ہیں کہ میں نے فال نکالی لیکن اس سفر کے خلاف نکلی لیکن میں نے پروا نہیں کی اور گھوڑی کو ایڑھ لگا کر ہوا ہو گیا اور تیزی سے اس قافلے کا پیچھا کرنے لگا جو میں سمجھتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی قافلہ ہے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ منزل پر منزلیں مارتے ہوئے میں جلد ہی اس قافلے کے قریب پہنچ گیا اور ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھا کہ میری گھوڑی نے خلاف معمول ٹھوکر کھائی کہ میں اس سے گر پڑا۔ پھر مَیں اٹھ کھڑا ہوا اور مَیں نے فال نکالی اور فال پھر میرے ارادے کے خلاف نکلی مگر میں چاہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لے کر جاؤں اور سو اونٹنیوں کا انعام حاصل کروں۔ پھر میں اٹھا اور گھوڑی پر سوار ہوا اور اب مَیں اتنا قریب ہو چکا تھا کہ نہ صرف مَیں یہ پہچان چکا تھا کہ یہ محمدؐ اور ابوبکرؓ ہیں بلکہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ پڑھنے کی آواز بھی آ رہی تھی کہ اتنے میں میری گھوڑی نے بری طرح ٹھوکر کھائی اور اس کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں اور میں اس سے گر پڑا۔ پھر مَیں نے گھوڑی کو ڈانٹا اور اٹھ کھڑا ہوا یعنی گھوڑی کو بُرا بھلا کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑی اپنی ٹانگیں زمین سے نکال نہ سکتی تھی۔ آخر جب وہ سیدھی کھڑی ہوئی تو اس کی دونوں ٹانگوں سے گرد اٹھ کر فضا میں دھوئیں کی طرح پھیل گئی۔ اتنی دھنسی ہوئی تھی کہ جب مٹی سے یا ریت سے ٹانگیں باہر نکالیں تو گرد اُڑی۔ کہتے ہیں اب میں نے دوبارہ تیروں سے فال نکالی تو وہی نکلا جسے میں ناپسند کرتا تھا۔ میں نے وہیں سے امان کی آواز لگائی اور کہا کہ میری طرف سے آپ لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ مَیں سراقہ ہوں اور آپ لوگوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ رک گئے۔ سراقہ بتانے لگا کہ مکہ والوں نے ان کے زندہ یا مردہ پکڑے جانے پر سو اونٹ انعام مقرر کیا ہے اور میں اسی لالچ میں آپ کا تعاقب کرتے ہوئے آیا ہوں لیکن جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے اس سے میں اس یقین پر قائم ہوں کہ میرا تعاقب درست نہیں ہے۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زادِ راہ وغیرہ کی پیشکش بھی کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ بس یہ کہا کہ ہمارے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔ اس نے یہ وعدہ کیا اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ ایک دن بادشاہت حاصل کرلیں گے۔ مجھے کوئی عہد و پیمان لکھ دیں کہ اس وقت جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو مجھ سے عزت و احترام سے پیش آیا جائے۔ بعض روایات کے مطابق اس نے امان کی تحریر کے لیے درخواست کی تھی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اس کو وہ تحریر حضرت ابوبکرؓ نے اور ایک روایت کے مطابق عامر بن فُہَیرہؓ نے لکھ کر دی اور وہ یہ تحریر لے کر واپس آ گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ھجرۃ النبی ﷺ و اصحابہ الی المدینۃ، روایت نمبر 3906) (سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 3، صفحہ 248، قصۃ سراقہؓ...... دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (محمد رسول اللہ والذین معہ، جلد 3، صفحہ 64-65 مطبوعہ مصر)

یہ ذکر ان شاء اللہ ابھی آئندہ بھی چلے گا۔ کل ان شاء اللہ نیا سال بھی شروع ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ آنے والے سال کو افرادِ جماعت کیلئے، جماعت کیلئے من حیث الجماعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ ہر قسم کے شر سے جماعت کو محفوظ رکھے اور دشمن کے جو جماعت کے خلاف منصوبے ہیں ہر منصوبے کو خاک میں ملا دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے کیے ہیں ان وعدوں کو ہم بھی اپنی زندگیوں میں کثرت سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے بھی دکھائے۔ پس بہت دعائیں کرتے رہیں۔

نئے سال میں دعاؤں کے ساتھ داخل ہوں۔ تہجد کا بھی خاص اہتمام کریں۔ بعض مساجد میں ہو بھی رہا ہے۔ باقی جہاں نہیں ہے وہاں بھی کرنا چاہیے۔ انفرادی طور پر اگر اجتماعی طور پر نہیں تو انفرادی طور پر بھی اور گھروں میں بھی تہجد کی نماز ضرور خاص طور پر ادا کرنی چاہیے۔ دعا کرنی چاہیے۔ اول تو یہ مستقل عادت ہونی چاہیے لیکن کل سے جب پڑھیں یا آج

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرنے کیلئے قرآنِ کریم کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ قرآنِ کریم میں اس کے جو حکم ہیں ان کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2010ء)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی-ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیربھوم، بنگال)

رات سے تو اس کی بھی کوشش کریں کہ زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی دے۔

یہ دعائیں بھی درود شریف اور استغفار کے علاوہ کثرت سے پڑھا کریں کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران:9) اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔ پھر یہ بھی دعا پڑھیں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (آل عمران:148) کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق دے۔

مَیں نمازوں کے بعد بعض جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ اس وقت ان کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا ذکر مکرم ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب کا ہے۔ یہ ضلع ملتان کے امیر رہے ہوئے ہیں۔ 18؍دسمبر کو اسّی (80) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے والد مکرم ملک عمر علی کھوکھر صاحب تھے جو رئیس ملتان کہلاتے تھے اور والدہ سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ۔ سیدہ بیگم کے نام سے جانی جاتی تھیں۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی یہ بیٹی تھیں۔ حضرت ملک عمر علی صاحب نے اپنی جوانی میں احمدیت قبول کی تھی۔ حضرت خلیفہ ثانیؓ کے دَور میں قادیان جا کر انہوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ ملک عمر علی صاحب کی وفات جلدی ہو گئی تھی۔ اس وقت ملک فاروق احمد صاحب تقریباً بیس بائیس سال کی عمر کے تھے۔ جوان تھے۔ ملک صاحب کا علاوہ زمینوں کے کراچی میں کچھ بزنس تھا۔ اس کو انہوں نے بڑا احسن رنگ میں سنبھالا اور اپنی والدہ، دو والدہ تھیں ان کی اور بہن بھائیوں کی پرورش کی۔ ملک فاروق کھوکھر صاحب لمبا عرصہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع ملتان اور پھر قائد علاقہ ملتان کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ 1980ء سے 85ء تک بطور امیر ضلع ملتان خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران میں آپ امیر شہر ملتان بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ ان کی شادی 1968ء میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کی بیٹی دردانہ صاحبہ سے ہوئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نکاح پڑھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے اور پانچ بیٹیوں سے نوازا۔

آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت ہی محبت کرنے والے اور خیال رکھنے والے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے۔ باقاعدہ تہجد پڑھتے اور مجھے بھی روزانہ تہجد کیلئے اٹھاتے تھے۔ جس دن وفات ہوئی ہے اس رات بھی نفل پڑھے اور نماز پڑھی اور پھر سو گئے۔ ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ کہتے ہیں جب ابھی امیر جماعت نہیں تھے تو کسی احمدی کا کوئی مسئلہ ہوتا، کسی وقت بھی کسی کا کام آجاتا یا اس کا فون آجاتا تو فوری طور پر کام کیلئے تیار ہوتے۔ کہتی ہیں جب امیر جماعت بنے تو مجھے یہ حکم تھا کہ ہر وقت کھانے اور چائے کا انتظام تیار رہنا چاہیے کسی وقت بھی کوئی مہمان آسکتا ہے۔ کہتی ہیں مجھے نہیں یاد کبھی میرا گھر مہمانوں سے خالی ہو یا کوئی نہ کوئی مستقل آ کے ٹھہرا نہ ہو۔ بعض مربیان کو بھی گھر میں ٹھہراتے تھے۔ گھر جو تھا وہ دفتر ہی بنا رہتا تھا۔ بہت کھلے دل کے اور دل سے محبت کرنے والے تھے۔ سب غیر احمدی رشتہ دار بلکہ پورا کھوکھر خاندان ان کی بہت عزت اور احترام کرتا تھا۔ محبت کرتا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ ان سے خوب نبھایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید کی تلاوت بہت اچھی تھی۔ کہتی ہیں جب مَیں تلاوت کرتی تھی تو میری تلاوت کی بغیر قرآن مجید کھولے اصلاح کرتے تھے۔

ان کے بیٹے طلحہ کہتے ہیں کہ اپنی دونوں ماؤں کا بہت خیال رکھا اور کبھی فرق نہیں کیا اور اپنی تمام بہنوں بھائیوں کی شادیاں بھی خود ہی کروائیں۔ ان کا گھر ہمیشہ ان کے دل کی طرح ہر ایک کیلئے کھلا تھا خاص طور پر واقفین جماعت کیلئے۔ ان کا ایک گھر خیرا گلی مری میں تھا اور کہا کرتے تھے یہ تو میں نے بنایا ہی جماعت کیلئے ہے۔ کبھی کسی کو انکار نہیں کیا جو بھی وہاں جا کے رہنا چاہتا تھا رہتا تھا وہاں۔ یہ کہتے ہیں کہ 1984ء کے حکومتی آرڈیننس کے بعد کے آزمائشی دور میں خدا کے فضل سے اپنی دلیرانہ personality سے ملتان ضلع اور شہر کے تمام ساتھیوں کو ہمیشہ ہمت دلاتے رہے، کبھی کمزور نہیں پڑنے دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو ہجرت کا سفر تھا۔ اللہ کے فضل سے ان کو حضور کے قافلہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی اور ایک جگہ ایک موقع پر انہوں نے قافلے کو لیڈ بھی کیا، صحیح رستہ گائیڈ کیا۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ ابا کی امارت کے دوران ہمارا گھر گھر سے زیادہ دفتر بنا ہوتا تھا۔ خوب رونق ہوتی تھی۔ زمینوں کا کام اپنے چھوٹے بھائی کے سپرد کر دیا اور اپنا تمام وقت دین کیلئے وقف کر دیا۔ ہر ایک بے تکلفی سے آیا کرتا تھا۔ بے تکلف طبیعت تھی۔ غیر از جماعت رشتہ داروں کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کے جنازے پر ہمارے کچھ رشتہ دار آئے تو روتے ہوئے کہنے لگے آج ہم لاوارث ہو گئے ہیں کیونکہ ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ہمیشہ ہمیں نماز کی تلقین کرتے خاص طور پر فجر کی نماز کی۔ ان کی چھوٹی بیٹی فائزہ کہتی ہیں کہ ابا کا اللہ پر توکّل ہمارے لیے ایک مثال تھی۔ ہر طرح کا زمانہ دیکھا۔ نوجوانی میں یتیم ہوئے۔ ہر طرح کے حالات دیکھے۔ تنگی بھی اور آرام بھی مگر مَیں نے بچپن سے دیکھا ہے کہ ابا نے اللہ پر توکّل کا برملا اظہار کیا اور ہمیشہ کہتے کہ میرے ہر کام اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے۔ کہتی ہیں کہ ابا کو خلافت سے بے انتہا محبت تھی اور خلافت کا ذکر کرتے ہوئے رو پڑتے تھے اور ایک ابتلا بھی ان پر آیا اور اس کو بھی انہوں نے بڑے صبر اور دعاؤں کے ساتھ گزارا۔

ان کے چھوٹے بھائی ملک طارق علی کھوکھر جو دوسری والدہ سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میری عمر نو سال تھی جب میرے والد فوت ہوئے اور یہ بھائی جان میرے بڑے بھائی ملک فاروق جو تھے یہ 22 سال کے نوجوان تھے لیکن انہوں نے ہمیں باپ کی طرح سنبھال لیا اور تمام عمر مجھے کبھی باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ غیر از جماعت رشتہ داروں پر ان کا خاص رعب تھا اور انکا یہ خیال بھی بہت رکھتے تھے۔ بے شمار احمدی خاندانوں کی کفالت کر رہے تھے۔ بہت سے بچوں کو تعلیم دلوا کر برسرِ روزگار کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے بھائی ہر ضرورت مند کو قرضہ دیتے تھے اور کبھی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا۔ ہمیشہ اس نیت سے دیتے تھے کہ قرضہ حسنہ ہے۔

بہت سے نومبائع کہتے ہیں کہ ہمیں احمدیت میں داخل ہونے کے بعد ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب نے اپنوں کی طرح سنبھال کر ہماری ضروریات کا خیال رکھا۔ اسّی سال کے ہو گئے تھے لیکن گذشتہ دو سال سے کہتے ہیں کہ ان کو فکر تھی تو یہ کہ اپنی جائیداد کا حصہ ادا کر دوں۔ زیادہ تر حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا، کچھ رہ بھی گیا۔ اللہ تعالیٰ بچوں کو توفیق دے کہ باقی بھی ادا کر دیں۔

ان کی بہن طاہرہ کہتی ہیں یہ بھی دوسری والدہ سے ہیں کہ میرے بھائی نے ہمیشہ میرے ساتھ ایک شفیق باپ کی طرح سلوک کیا۔ سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے کبھی سگے اور سوتیلے کی تفریق نہیں کی۔ سب بہن بھائیوں سے یکساں سلوک کیا اور دونوں والداؤں کے ساتھ برابری کا سلوک کیا۔ ہمیں کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ ہماری مائیں علیحدہ ہیں۔ پھر یہ کہتی ہیں کہ وہ واقعتاً میرے باپ ہی کی جگہ تھے۔ جس طرح خاموشی سے ایک باپ اپنی بیٹی کے دکھ اور سکھ میں کام آتا ہے بالکل ایسا ہی ان کا میرے ساتھ تعلق تھا۔ پھر ان کی بیٹی نمودِ سحر کہتی ہیں کہ کچھ چیزیں ابا کی زندگی میں بہت نمایاں ہیں اور بار بار یاد آتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ ان کی مہمان نوازی اور لوگوں سے محبت کا تعلق ہے۔ پھر کہتی ہیں: مہمان نوازی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کھانا پکا ہوتا مہمان آجاتے۔ کھانے کیلئے گھر والے بیٹھے ہیں لیکن وہی کھانا باہر مہمانوں کو چلا گیا اور گھر والوں نے پھر انڈے تل کر گزارا کر لیا۔ پھر کہتی ہیں کہ بہت سی غلطیاں زندگیوں میں ہوتی ہیں۔ انسان سے اونچ نیچ بھی ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بعض ابتلا میں سے بھی ان کو گزرنا پڑا لیکن کبھی خلافت کے بارے میں انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی کہ جس سے ہمیں کبھی خیال ہو کہ خلیفہ وقت کا کوئی غلط فیصلہ ہوا ہے۔ ہمیشہ ہمارے گھر میں خطبہ سننا اور جماعت سے تعلق رکھنا یہ خاص اہتمام سے ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو صبر اور حوصلہ دے اور نیکیوں میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر رحمت اللہ صاحب کا ہے۔ یہ انڈونیشیا کے ہیں۔ چھیاسٹھ (66) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مشرقی جاوا میں ان کی پیدائش ہوئی۔ 1980ء میں جماعت انڈونیشیا کے سابق رئیس التبلیغ مکرم سیوطی عزیز احمد صاحب کے ذریعہ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ 1993ء میں نظامِ وصیت میں شامل ہوئے۔ وہاں کارنگ ٹینگہ (Karang Tengah) کی جماعت ہے، اپنی وفات تک وہاں ان کو خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے اور چھ نواسے شامل ہیں۔

ان کی اہلیہ نے لکھا کہ مرحوم نے ایک خواب دیکھا تھا جس میں انہوں نے اپنے آپ کو لوگوں کے ہجوم کے درمیان قطاروں میں کھڑے دیکھا۔ انہوں نے خواب میں کسی سے پوچھا کہ کون سی قطار میں شامل ہو جاؤں۔ کسی نے ایک قطار کی طرف اشارہ کیا جس میں ایک مقدس ہستی تھی۔ مرحوم نے اس مقدس آدمی کو نہیں پہچانا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ انہوں نے خواب میں جس مقدس ہستی کو دیکھا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اسی وجہ سے مرحوم جماعت کی سچائی کے قائل ہو گئے اور پھر بیعت بھی کر لی۔ آپ کی بیٹی نے لکھا کہ مرحوم بیعت کے بعد مقامی جماعت کے علاوہ لوکل مجلس انصار اللہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ جماعت کو مخالفین کی طرف سے حملے اور دھمکیاں ملتی تھیں تو مرحوم بڑی بہادری سے جماعت کی طرف سے دفاع کرتے تھے۔ بڑے سخی تھے۔ جب کوئی مدد مانگنے یا قرض لینے آتا تو ہمیشہ اس کی مدد کرتے۔ ان کی تیسری بیٹی نے لکھا کہ خلافت سے بے انتہا محبت رکھنے والے تھے اور بڑے اطاعت گزار تھے۔

عبدالباسط صاحب امیر انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ خلافت اور جماعت سے بے پناہ محبت رکھنے والے تھے۔ کہتے ہیں وہاں مغربی جاوا کے ایک شہر میں ایک جماعت ہے وہاں چند مرتبہ مخالفینِ جماعت نے ہماری مسجد پر حملہ کیا اور مقامی حکومت کو جماعت کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کیلئے کہا تو اس موقع پر رحمت اللہ صاحب نے بڑی بہادری سے مخالفین اور مقامی حکومت کا سامنا کیا اور ان کے اعتراضات کے جواب دیتے اور مرحوم کی کوششوں کی وجہ سے وہاں اب تک جماعت قائم ہے اور کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر الحاج عبدالحمید ٹاک صاحب یاری پورہ کشمیر کا ہے۔ 24؍دسمبر کو 94 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ محمد اکرم ٹاک صاحب یاری پورہ کے بیٹے تھے جو اس علاقے کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ مرحوم بہت نیک، نرم مزاج، ملنسار، ہر دلعزیز، سنجیدہ مزاج، خاموش طبع بزرگ تھے۔ لمبا عرصہ جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ صوبائی امیر جموں و کشمیر کے علاوہ ضلعی امیر اور ناظم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مقامی جماعت میں مقامی عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ سالہا سال انجمن تحریک جدید بھارت کے اعزازی ممبر اور رکن رہے۔ ان کے وقت میں صوبائی امارت کے دوران 1987ء میں وادیٔ کشمیر میں پانچ جماعتی سکولوں کا قیام بھی عمل میں آیا۔ کئی مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کیلئے آپ نے بہت محنت کی۔ نوجوانوں کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور بڑھانے کیلئے کافی کوششیں کرتے اور اس کام میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ یاری پورہ کے علاقے میں ان کی سماجی خدمات کی وجہ سے لوگوں میں آپ کی بڑی عزت تھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اگلی نسلوں کو بھی نیک اور صالح بنائے، خدمت کی توفیق دیتا رہے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (الزمر:10)

ترجمہ: تو کہہ دے کیا علم والے لوگ اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں

نصیحت تو صرف عقل مند لوگ حاصل کیا کرتے ہیں۔

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (التغابن:9)

ترجمہ: پس اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس نور پر جو ہم نے اُتارا ہے۔

اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی ہمارے ہر عمل پر نظر ہے پس اس مقصد کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ
جو کام بھی ہم نے کرنا ہے اس کی رضا کی خاطر کرنا ہے، اگر یہ سوچ بن جائے تو پھر ہی انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا حقیقی وارث ٹھہرتا ہے

تحریکِ وقفِ جدید کے چونسٹھویں سال کے دوران جماعتہائے احمدیہ کی طرف سے ایک کروڑ بارہ لاکھ ستہتر ہزار پاؤنڈ کی بے مثال قربانی

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے ہماری نیتوں کو جانتا ہے اس لیے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ
کسی نے بڑی قربانی کی ہے یا چھوٹی بڑی رقم دی ہے یا تھوڑی بلکہ اللہ تعالیٰ تو نیتوں کے مطابق اجر دیتا ہے

کون ہے جو آج اس جماعت کے بارے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدائی وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے یہ کہہ سکے کہ یہ کمزور ہو رہی ہے یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کیلئے ہوئی ہے اور دشمنوں کا کوئی وار بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھل پھول رہی ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل کے بہت سے واقعات ہیں اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے اپنے وعدوں کو پورا فرما رہا ہے اور غیب سے مدد بھی فرماتا ہے اور فرمائے گا ان شاء اللہ، ہمیں تو وہ موقع دیتا ہے کہ اسکی رضا حاصل کرنے کیلئے اسکی راہ میں خرچ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں

وقفِ جدید کے پینسٹھویں سال کے آغاز کا اعلان، چندے کے مصارف اور دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کی قربانی کے واقعات کا عمومی تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7 رجنوری 2022ء بمطابق 7 رصلح 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○
اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○
وَمَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَتَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ کَمَثَلِ جَنَّۃٍۭ بِرَبۡوَۃٍ اَصَابَہَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ اُکُلَہَا ضِعۡفَیۡنِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یُصِبۡہَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ○ (البقرۃ:266)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کیلئے خرچ کرتے ہیں ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش میں خرچ کرنے کی حالت کا نقشہ کھینچ رہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس لیے خرچ کرتے ہیں کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی راہ میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔ دوسرے اپنی قوم اور اپنے مشن کو مضبوط کریں۔ اس زمانے میں اسلام کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوا ہے اور آپؑ کے ماننے والوں کا بھی یہ فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے کیلئے جان، مال اور وقت قربان کریں۔ ہر زمانے میں اور ہر قوم میں آنے والے انبیاء اپنے ماننے والوں کو مالی قربانی کی تلقین کرتے رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ فرمایا ہے کہ تمہیں دین کی خدمت کیلئے دین کی راہ میں اپنے مال کا کچھ حصہ دینا چاہیے تبھی حقیقی ایمان کا پتہ چلتا ہے اور مومن یقیناً دین کی خاطر مالی قربانیاں کرتے ہیں اور ان قربانیوں کا مقصد کسی پر احسان نہیں ہوتا بلکہ خواہش ہوتی ہے تو یہ کہ ہمارا خدا کسی طرح ہم سے راضی ہو جائے۔ ہمارے نفس کو ثبات عطا ہو۔ ہم اپنے ایمان اور ایقان میں مضبوط ہوں۔ ہماری قوم ترقی کرنے والی ہو۔ ہم جس حد تک ممکن ہے اپنے مال سے بھی کمزوروں کو مضبوط کریں۔ جس مقصد کیلئے ہم نے اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت کی ہے اسے ہم حاصل کرنے والے بنیں۔

پس ایسے لوگ نفسانی سوچوں سے بالا ہو کر سوچتے ہیں۔ ان کا نفس انہیں قربانیاں کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور پھر وہ قربانیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرتے ہیں یا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی قربانیاں قبول فرماتا ہے۔ انہیں اپنے فضلوں سے نوازتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے، ہماری نیتوں کو جانتا ہے، اس لیے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کسی نے بڑی قربانی کی ہے یا چھوٹی۔ بڑی رقم دی ہے یا تھوڑی بلکہ اللہ تعالیٰ تو نیتوں کے مطابق اجر دیتا ہے اس لیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے والوں کی مثال دو طرح کی ہے۔ ایک وَابِلٌ یعنی موٹے قطروں والی تیز بارش کی اور دوسرے طَلٌّ یعنی کمزور ہلکی بارش بالکل پھوار جیسے پڑتی ہے یا شبنم کی۔ زیادہ کشائش رکھنے والا تو دین کی خاطر بہت خرچ کرتا ہے یا کر سکتا ہے لیکن غریب آدمی یہ حسرت رکھ سکتا ہے اسے خیال آ سکتا ہے کہ یہ تو خرچ کر کے مالی قربانی میں بڑھ رہا ہے، امیر آدمی بڑی بڑی رقمیں دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن رہا ہے اور اسکا قرب حاصل کرنے والا بن گیا ہے یا بننے کی کوشش کر رہا ہے یا بن جائے گا۔ میرے پاس تو معمولی رقم ہے میں کس طرح اسکے برابر پہنچ سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح زرخیز زمین کو تھوڑی بارش یا شبنم سے بھی فائدہ پہنچ سکتا ہے اسی طرح کشائش نہ رکھنے والے کی تھوڑی قربانی طَلّ کا درجہ رکھتی ہے اور وہ بھی جو تھوڑی قربانی ہے پھل پھول لانے میں کم کردار ادا نہیں کرے گی۔ قربانیوں کا پھل تو اللہ تعالیٰ نے دینا ہے، ہر عمل کو پھل تو اللہ تعالیٰ نے لگانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے حالات اور تمہاری نیتیں جانتا ہے اس لیے وہ تمہاری تھوڑی قربانیوں کو بھی دو چند بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر پھل لگائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ آج ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے گیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ کس طرح ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دو درہم تھے اس نے اس میں سے ایک درہم کی قربانی کر دی اور ایک شخص کے پاس بے شمار دولت اور جائیداد تھی اس نے اس میں سے ایک لاکھ درہم کی قربانی دی۔ (سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب جهد المقل، حدیث 2528)

اس کی ایک لاکھ درہم کی قربانی اس کی دولت کے مقابلے میں بہت کم تھی۔ پس اللہ تعالیٰ تو نیتوں کو پھل لگاتا ہے اور اس عمل کو پھل لگاتا ہے جو ان حالات میں کیے جاتے ہیں۔ غریب کی بھی تسلی فرما دی کہ یہ نہ سمجھو کہ تمہاری تھوڑی قربانیوں کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ یہ تھوڑی قربانیاں بھی جہاں تمہارے ایمانوں کو مضبوط کرنے والی ہیں وہاں جماعت کی مضبوطی کے بھی سامان کرتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک جذبہ سے دی ہوئی قربانیاں ہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہمارے ہر عمل پر نظر ہے پس اس مقصد کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ جو کام بھی ہم نے کرنا ہے اس کی رضا کی خاطر کرنا ہے۔ اگر یہ سوچ بن جائے تو پھر ہی انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا حقیقی وارث ٹھہرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تو زیادہ تر آپؑ کے ماننے والے غریب لوگ تھے لیکن قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی تعریف میں فرمایا کہ ”میں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے۔ مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے۔ ان کی کوئی جائیداد نہیں۔ مگر ان کے لاانتہا اخلاص اور ارادت سے، محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو ان سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہے یا جس کے آثار ان کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں وہ اپنے ایمان کے ایسے پکے اور یقین کے ایسے سچے اور صدق و ثبات کے ایسے مخلص اور باوفا ہوتے ہیں کہ اگر ان مال و دولت کے بندوں، ان دنیوی لذات کے دلدادوں کو اس لذت کا علم ہو جائے تو اسکے بدلے میں یہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جاویں۔“

(ملفوظات، جلد 10، صفحہ 306-307)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں ”ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں۔“ (ملفوظات، جلد 10، صفحہ 334)

پس وفا اور اخلاص میں ترقی اور جوش ایمان کا غیر معمولی معیار ایسا ہے جس کے عملی اظہار آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے افراد میں ہمیں نظر آتے ہیں بلکہ اخلاص و وفا میں ترقی نومبائعین میں بھی اس حد تک ہے، ابھی ان کی تربیت کو تھوڑا عرصہ ہی ہوا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس تھوڑے عرصے میں انہوں نے اس قدر ترقی کر لی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق سے محبت کا تعلق اور خلافت سے وفا اور اخلاص کا معیار ایسا ہے کہ جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دشمن بھی تعجب میں ہے کہ یہ کیا چیز ہے جس نے ان میں یہ تبدیلی پیدا کی ہے۔ یہ ان پر یقیناً اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی نیک طبیعت اور سعادت مندی کو دیکھ کر ان پر فرمایا ہے۔

اس نیک طبیعت اور نیک فطرت اور بیعت کا حق ادا کرنے کا اظہار اور خلیفہ وقت سے وفا کے تعلق کے اظہار ان لوگوں کے قول و فعل سے ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں۔

آج دنیا جب مادیت میں ڈوبی ہوئی ہے یہ لوگ مالی قربانیاں کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش

کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے کیونکہ انہیں یہ ادراک حاصل ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ہے۔ پس کون ہے جو آج اس جماعت کے بارے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدائی وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے یہ کہہ سکے کہ یہ کمزور ہو رہی ہے۔

یہ جماعت تو قائم ہی پھلنے پھولنے اور بڑھنے کیلئے ہوئی ہے اور دشمنوں کا کوئی وار بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھل پھول رہی ہے۔

مالی قربانی کا ذکر ہو رہا ہے تو اس حوالے سے میں چند واقعات بھی پیش کرتا ہوں کہ کس طرح لوگ قربانی کر کے اپنے ایمان اور یقین کا اظہار کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کے ایمانوں کو کس طرح ثبات بخشتا ہے۔

سیرالیون افریقہ کا ایک علاقہ اس کے بھی ایک دُور دراز علاقے میں ایک شخص ہے اس کے بارے میں وہاں کے لوکل مشنری بیان کرتے ہیں کہ وہ دورے پر گئے تو مہینے کا آخر تھا۔ وہاں ایک جماعت کے احباب کو وقفِ جدید کی طرف توجہ دلائی۔ لوگ مسجد میں موجود تھے انہیں اس طرف توجہ دلائی تو وہاں کے امام شیخ عثمان نے جو رقم چندہ کیلئے جمع کی ہوئی تھی وہ دی اور یہ کہا کہ ہم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے اور ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اپنا ٹارگٹ اور وعدہ پورا کریں۔ اس وقت تو کوئی ذریعہ اور وسیلہ نہیں ہے۔ بہر حال معلم کو انہوں نے کہا کہ دعا کرا دیں۔ لوکل مشنری بیان کرتے ہیں مَیں نے دعا کرائی اور سب نے اونچی آواز میں آمین کہا۔ پھر میں واپس موٹر سائیکل پر بیٹھ کے اپنے مشن ہاؤس آ گیا۔ کہتے ہیں ابھی مَیں مشن ہاؤس نہیں پہنچا تھا کہ اسی امام کا مجھے فون آیا کہ میں آپ سے ملنے مشن ہاؤس آ رہا ہوں۔ میں بہت حیران ہوا کہ ابھی تو میں وہاں سے آ رہا ہوں ابھی فون بھی آ گیا ہے۔ جب وہ لوکل امام میرے پاس پہنچا تو کہتے ہیں کہ ہم نے جو دعا کی تھی اس کا یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد ہی ایک میرا رشتہ دار آیا اور جیب میں ہاتھ ڈال کے اس نے ایک لاکھ لیون میرے ہاتھ پہ رکھ دیے اور کسی معاملے میں مجھے بھی دعا کیلئے کہا۔ کہتے ہیں یہ دیکھ کے میں نے وہیں اللہ اکبر کے اونچے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ وہ بندہ بڑا حیران ہوا کہ یہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو میں نے اسے بتایا کہ ہمارے وقفِ جدید کے چندے کا ایک وعدہ تھا اس میں کچھ رقم رہ گئی تھی۔ ابھی ہم دعا کر کے فارغ ہی ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھیج دیا اور یہ رقم مجھے بھیج دی اور اس امام شیخ عثمان نے وہ ساری رقم جو ایک لاکھ لیون کی تھی وہ فوری طور پر آ کے وقفِ جدید کے چندے میں جمع کروا دی۔ وہ رقم ان کے لحاظ سے بہت بڑی تھی گو کہ ہمارے لحاظ سے ان کی رقم بہت تھوڑی بنتی ہے۔ اگر اس کو convert کریں تو صرف ساڑھے چھ پاؤنڈ بنتے ہیں لیکن ان کی یہ بہت بڑی قربانی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہے۔ یہ ان کا اخلاص ہے کہ ضرورت اپنی بھی ہے لیکن جو بھی رقم آئی اپنے پاس نہیں رکھی وہ فوری طور پر آ کے جمع کروا دی اور یہی وہ مثالیں ہیں جہاں ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے جاتا ہے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے پیار کی نظر ڈالی ہو گی۔ پھر دیکھیں کہ قربانی کے یہ معیار ایک جگہ نہیں، مردوں میں نہیں عورتوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔

چاڈ ایک ملک ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مخلص جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ جماعت چاڈ کی اکثریت نومبائعین کی ہے۔ وہاں کے مبلغ کہتے ہیں کہ ایک ممبر خاتون اُمِّ ہانی ہیں۔ انہوں نے وقف جدید میں ستر ہزار فرانک کا وعدہ کیا۔ انتظام نہیں ہو سکا۔ ان کے پاس ایک اونٹ تھا۔ اس اونٹ کو ایک لاکھ ستر ہزار میں فروخت کر دیا اور وقفِ جدید کا وعدہ بھی ادا کیا اور باقی بچی ہوئی رقم اپنے پاس نہیں رکھی وہ بھی مختلف چندوں میں دے دی۔

پھر ٹوگو ایک اَور ملک ہے وہاں ایک احمدی ابراہیم ہیں۔ لوگوں کے جانوروں کو چَراتے ہیں۔ بکریاں وغیرہ چَراتے ہیں اور جو بھی آمد ہو اپنے حساب سے بڑی بڑھ چڑھ کر قربانی دیتے ہیں۔ وہاں انہوں نے وعدہ کیا اور پھر وعدہ پورا نہیں کر سکے۔ قریب ہی دریا ہے، دریا سے ریت لے جائی جاتی ہے اور انہوں نے پھر یہ کیا کہ رات کو مزدوری کر کے ریت کے دو ٹرک بھرے اور اس سے جو آمد ہوئی وہ وقفِ جدید میں، چندہ میں دے دی۔ کیوں اتنی محنت کی اور پھر یہ ہے کہ اتنی محنت کے بعد کوئی رقم بھی صرف اس لیے اپنے لیے نہیں رکھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا اب ان کو ادراک حاصل ہو گیا ہے۔

پھر مرد عورت یا بڑی عمر کے لوگوں کا سوال نہیں، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچوں کا بھی یہی حال ہے۔

بیلیز سینٹرل امریکہ کا ایک ملک ہے۔ ہزاروں میل کا یہاں سے فاصلہ ہے۔ وہاں کبھی خلیفۂ وقت نہیں گئے۔ سارے نئے احمدی ہیں لیکن سوچ ایک ہے۔

افریقہ کی سوچ ہو یا امریکہ کی یا جزائر کی یا ایشیا کی یہ ایک سوچ ہے اور یہ وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک بچہ چودہ سال کی عمر کا ہے اس نے تحریکِ جدید کا چندہ ادا کیا۔ اس کا ذکر مَیں نے یہاں کر دیا۔ اس پر لوگوں نے اس کو بڑی مبارک بادیں دیں اور کینیڈا سے کسی نے اس کو دو سو ڈالر تحفہ بھی بھیجا کہ یہ تم نے قربانی کی ہے تو میری طرف سے انعام۔ اب اس بچے کا حال دیکھیں چودہ سال میں قدم رکھنے والا نوجوان بچہ ہے، یہاں ہو تو فوراً گیمیں خریدنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ مَیں نے اپنا سوشل سیکیورٹی کارڈ بنوانا تھا اس کیلئے مجھے تیس ڈالر کی ضرورت تھی اس لیے تیس ڈالر تو مَیں نے رکھ لیے باقی ایک سو ستر ڈالر جو ہیں مَیں پھر چندہ میں دے دیتا ہوں۔ غریب گھرانے کا لڑکا ہے۔ اس کو کہا بھی کہ یہ تم اپنے لیے رکھو، اپنے خرچ کیلئے رکھو۔ اصرار بھی کیا لیکن اس نے بڑے اصرار سے وہ سب رقم چندہ میں دی۔ اس بچے کا نام دانیال ہے۔ یہ ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ سوچ اس بچے میں ہمیشہ قائم رہے اور اس دنیاداری کے ماحول سے اللہ تعالیٰ اس بچے کو بچا کے رکھے۔

پھر جمیکا ایک اَور ملک ہے۔ اور یہ جو ایک خادم کا ذکر کر رہا ہوں ان کا نام یٰسین صاحب ہے۔ عرصے سے بے روزگار تھے۔ گلیوں میں کوئی چھوٹی موٹی چیزیں بیچ کے، ٹافیاں چاکلیٹ وغیرہ بیچ کے گزارہ کرتے تھے لیکن اس حالت میں بھی ان کو فکر لگی ہوتی تھی کہ مَیں نے مالی قربانی کرنی ہے۔ وقفِ جدید کے چندے کا مَیں نے وعدہ کیا ہے اور سال ختم ہو رہا ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ آخر ایک دن وہ شام کو دسمبر کے بالکل آخر میں مشنری کے پاس آئے اور کہا کہ آج چار سو جمیکن ڈالر مجھے آمدنی ہوئی ہے۔ اس میں سے پچیس فیصد نکال کے اب مَیں سو ڈالر آپ کو وقفِ جدید کا چندہ دے رہا ہوں۔

پھر ایک غریب ملک کے احمدی کے اخلاص و وفا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت جذب کرنے کی غیر معمولی مثال دیکھیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ اَن پڑھ لوگ ہیں، غریب ہیں لیکن یہ لوگ پڑھے لکھے لوگوں سے زیادہ دین کا ادراک رکھنے والے ہیں اور دل کے امیر ہیں۔

گنی کناکری ملک ہے۔ مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ وقفِ جدید کے مالی سال کے آخری عشرے میں وقفِ جدید کی اہمیت اور اسکی برکات پر خطبہ دیا اور مَیں نے جو مختلف خطبات دیے ہوئے تھے ان کے اقتباسات بھی پیش کیے، جماعت کو مالی قربانی کی تلقین کی، توجہ دلائی۔ کہتے ہیں خطبہ کے اختتام پر ایک غریب مگر نہایت مخلص احمدی موسیٰ صاحب نے اپنی جیب میں موجود رقم تقریباً دو لاکھ اٹھارہ ہزار پانچ سو فرانک گنی نکال کر وقفِ جدید میں ادا کر دی۔ جب مَیں نے ان سے استفسار کیا کہ بڑی رقم آپ نے دی ہے، گذشتہ سال بھی بڑی رقم دی تھی اس کی کیا وجہ ہے؟ تو کہنے لگے کہ میرے دل میں خلیفۃ المسیح کی یہ بات میخ کی طرح گڑھ گئی ہے کہ ایک دل میں دو محبتیں نہیں رہ سکتیں۔ یا تو بندہ خدا سے محبت کرے یا پھر مال سے یہی وجہ ہے کہ مجھے جب موقع ملتا ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے عمل سے بھی اس کا اظہار ہو جائے۔ کہنے لگے کہ میرا ایمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا تو نہیں ہو سکتا کہ گھر کا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر سکوں لیکن یہ تو کر سکتا ہوں کہ جیب میں موجود سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں اور دعا کی درخواست بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ایمان بھی عطا کر دے اور کہنے لگے کہ دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جب سے مَیں نے مالی قربانی میں حصہ لینا شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ میرے ایمان میں بھی اضافہ ہونے لگ گیا ہے اور مَیں اپنے آپ میں ایک غیر معمولی تبدیلی پاتا ہوں۔ یہ ہے وہ سوچ اور ادراک جو بہت سے پڑھے لکھوں میں نہیں ہو گا۔

پھر اللہ تعالیٰ ایمان میں بڑھنے کے بھی کس طرح سامان فرماتا ہے۔ اس بارے میں ایک اور واقعہ ہے۔

گنی کناکری ایک ملک ہے وہاں کے ایک مخلص صاحبِ حیثیت احمدی الحسن صاحب بزنس کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے چندے کی رقم ایک لفافے میں ڈال کر اپنے ٹیبل پہ رکھی اور مصروفیات کی وجہ سے مشن میں نہ بھجوا سکا۔ اچانک یاد آنے پر کہتے ہیں مَیں نے وہ رقم اپنے ڈرائیور کو دی اور اس کو مشن ہاؤس بھجوایا کہ جا کر چندہ ادا کر آؤ اور میں کسی کام کے سلسلہ میں باہر چلا گیا۔ اسی اثنا میں جب باہر تھے تو ان کے ہمسائے کے دفتر میں آگ لگ گئی اور جل کر خاکستر ہو گیا۔ کہتے ہیں مجھے فون آنے شروع ہو گئے کہ تمہارے دفتر میں آگ لگ گئی ہے تو جلدی سے میں وہاں پہنچا۔ پھر کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال آیا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے، مَیں تو اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے والا بھی ہوں۔ کہتے ہیں لیکن اللہ کے نشان دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کس طرح مان رکھا کہ باوجود اس دوسرے دفتر کی دیوار ملحق ہونے کے میرا دفتر بالکل محفوظ رہا اور اس دفتر میں اس وقت کمپنی کی کثیر رقم بھی موجود تھی۔ دو دفاتر بلکہ ان سے ملحقہ جل گئے لیکن ان کا دفتر محفوظ رہا تو کہتے ہیں کہ مجھے فوراً یہ خیال آیا کہ یہ یقیناً چندے کی برکت ہے۔ ان لوگوں میں علم بھی ہے۔ یہ نہیں کہ علم نہیں ہے۔ کہتے ہیں اور ساتھ ہی میرا خیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کی طرف بھی گیا کہ یہ آگ تیری غلام بلکہ تیرے غلاموں کی بھی غلام ہے۔ بہر حال کہتے ہیں کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ادنیٰ غلام کو نقصان سے محفوظ رکھا۔

پھر ایک واقعہ، امیر صاحب گیمبیا کہتے ہیں ایک ریجن کی ہماری ایک جماعت کے معلم ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ہماری جماعت سے ایک دوست سمبو با (Sambou Bah) صاحب نے جب گذشتہ سال وقفِ جدید کے بارے میں میرا خطبہ سنا اور نئے سال کا جب اعلان ہوا اور جب مَیں نے واقعات بیان کیے تو انہوں نے پانچ سو ڈلاسی (Dalasi) ادا کر دیا اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا فضل کیا کہ اس سال ان کی فصل دوگنی ہوئی تو انہوں نے وعدہ پانچ سو ڈلاسی کا کیا تھا، لیکن ادائیگی پھر انہوں نے ایک ہزار ڈلاسی کر دی۔ پھر کہتے ہیں ان کی زمینداری سے جو آمد تھی اس پر انہوں نے باجرے کے دس بنڈل زکوٰۃ دی تھی۔ اس سال ان کی آمد اتنی تھی کہ انہوں نے پچاس بنڈل دیے۔ اسی طرح مونگ پھلی پر بھی شاید دو بورے زکوٰۃ ادا کی اور کہتے ہیں کہ وہ احمدی احباب جو چندے میں باقاعدہ ہیں ان کی فصل پہلے سے بہتر ہوئی اور غیر احمدی احباب بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں کوئی تو بات ہے کہ جب بھی ان کے افراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی فصلوں کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔

پھر صرف افریقہ کے یا بعض غریب ملکوں کے احمدی اور نومبائعین ہی نہیں بلکہ امیر ممالک کے مقامی لوگ جن کو ایمان نصیب ہوا ہے ان کی قربانیوں کی بھی مثالیں ہیں۔

جرمنی کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت روئیڈرز ہائم میں ان کو چندے کی تلقین کی کہ اپنا چندہ بڑھائیں اور کمی کو دور کریں تو وہاں صدر جماعت کی اہلیہ جرمن احمدی ہیں اور بڑی مخلص ہیں انہوں نے جب کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس جماعت کا بھی چندہ بڑھے اور یہ بھی اچھا چندہ دینے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائے تو اس جرمن احمدی خاتون نے جو نومبائع تو نہیں تھی انہیں احمدی ہوئے کافی دیر ہو گئی انیس ہزار یورو ادا کر دیے۔ انہوں نے کہا یہ مَیں نے اپنی کار خریدنے کیلئے رکھے ہوئے تھے لیکن میرے دل میں اس قدر جوش پیدا ہوا ہے کہ ہماری جماعت کا نام خلیفہ وقت کے سامنے آ جائے اس لیے مَیں پیش کر رہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی بنوں۔

پھر جرمنی سے ہی ایک طالب علم ہیں انہوں نے پانچ سو یورو کا وعدہ لکھوایا۔ والدین نے کہا کہ تم یہ پانچ سو یورو کس طرح ادا کرو گے؟ انہوں نے کہا بہر حال میں کسی طرح کر دوں گا۔ کہتے ہیں کہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً اس طرح مل گیا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھے یونیورسٹی کی طرف سے فون آیا کہ ہم نے چالیس طالب علموں کا چناؤ کیا ہے جن کو یونیورسٹی کی طرف سے وظیفہ دیا جائے گا۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر بھیجو تا کہ تمہیں وظیفہ بھجوا دیا جائے۔ ایک ہزار یورو بھجوا رہے ہی۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھے دوگنا کر کے دے دیا۔

پھر یوکے کی بھی مثال ہے۔ بالہم جماعت سے صدر صاحب کہتے ہیں کہ وقفِ جدید کے ٹارگٹ میں کچھ کمی رہ گئی تھی۔ اضافی ادائیگی کر دی پھر بھی کچھ کمی تھی۔ پھر کہتے ہیں کہ اگلے روز لوکل کونسل کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں سروس چارجز کے حوالے سے خاصی رقم کا مطالبہ تھا اور مَیں ابھی اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ مجھے وقفِ جدید کی طرف سے بھی پیغام ملا تو مَیں نے پہلے وقفِ جدید کا چندہ ادا کر دیا اور اس کے اگلے روز ہی کونسل کا دوبارہ خط موصول ہوا اور معذرت کی اور انہوں نے لکھا کہ ہم نے جو خط تمہیں ڈیمانڈ کا بھیجا تھا وہ غلطی سے بھیج دیا تھا۔ ایڈجسٹمنٹ کرنے کے بعد تم نے ہمارا نہیں دینا بلکہ ہم نے تمہیں ایک رقم دینی ہے اور کہتے ہیں مَیں نے جو وقفِ جدید کا چندہ دیا تھا اس کی نسبت وہ رقم دس گنا زیادہ تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان میں مضبوطی کیلئے بعض دفعہ اسے خود ہی لوٹا دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے فوری نوازنے کی ایک اَور مثال انڈیا کی ہے۔ انسپکٹر صاحب کہتے ہیں کہ مَیں وقفِ جدید کے مالی سال کے اختتام پر جماعت یادگیر میں لوگوں کو توجہ دلانے کیلئے پہنچا تو وہاں ایک خادم کے پاس وہ گئے اور انہیں چندہ

وقفِ جدید ادا کرنے کی بات کی تو ان موصوف نے کہا کہ اس وقت میری جیب میں صرف پندرہ سو ہیں جو کسی کو دینے کیلئے رکھے ہیں اور بہت ضروری دینے ہیں۔ آپ نے چندہ وقفِ جدید کا مطالبہ کر دیا ہے اب مَیں سوچ رہا ہوں کہ مَیں کیا کروں؟ اگر مَیں آپ کو چندہ ادا کرتا ہوں تو اس شخص کو کیسے ادا کروں گا اور ابھی فوری طور پر روپے کا مزید انتظام نہیں ہو سکے گا۔ کہتے ہیں لیکن بہرحال انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں۔ مَیں اپنا چندہ دیتا ہوں اور پندرہ سو روپے ادا کر دیے اور چلے گئے۔ کہتے ہیں دوسرے دن میں سیکرٹری وقفِ جدید کے ہمراہ ان کی دکان پر ملاقات کیلئے گیا تو موصوف نے اپنی جیبوں سے پیسے نکال کے باہر رکھے تو پیسوں کا ڈھیر لگ گیا۔ کہتے ہیں کل جب مَیں چندہ ادا کر کے گھر پہنچا ہوں تو مجھے بعض ایسی جگہوں سے روپیہ آ گیا جو پہلے رکا ہوا تھا، لوگوں نے میرے دینے تھے اور آج کئی ہزار روپے میرے پاس موجود ہیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی۔

پھر جو امیر لوگ بھی ہیں گو دنیا کی نظر میں وہ اتنے امیر تو نہیں لیکن جماعت کے لحاظ سے امیر ہیں۔ کیرولائی کے ایک صاحب ہیں۔ انہوں نے دس لاکھ روپیہ چندہ دیا۔ ان کی بیوی عیسائیت سے احمدیت میں آئی ہیں اور دعاؤں اور نمازوں میں بڑی دلچسپی لیتی ہیں۔ بڑی مخلص ہیں۔ موصی بھی ہیں بلکہ دونوں میاں بیوی موصی ہیں۔ کہتے ہیں ہم ان کے گھر گئے تو ان کی اہلیہ نے پانچ لاکھ روپے کا چیک کاٹ کے ان کو دے دیا۔ انسپکٹر نے کہا کہ آپ کے میاں پہلے ہی دس لاکھ دے چکے ہیں تو دوبارہ آپ بھی دے رہی ہیں تو اس خاتون کا جواب تھا کہ ہمیں جو نعمتیں بھی ملی ہیں وہ چندوں کی برکتوں سے ہی ملی ہیں۔ اس لیے دل چاہتا ہے کہ بار بار چندہ دیتے رہیں۔ اسی کی برکت سے ہماری تجارت میں ترقی مل رہی ہے اس لیے ہم چندوں سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

پھر مالی کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ''کائی'' شہر میں ہم نے جماعتی ریڈیو پر مالی قربانی اور وقفِ جدید کی اہمیت اور اسکے مقاصد کے موضوع پر پروگرام کیے۔ اسکے بعد کہتے ہیں کہ جماعتوں کا دورہ کیا تو حسبِ توفیق سب جماعتوں نے مالی قربانی میں کچھ نہ کچھ پیش کیا۔ ایک نومبائع نے بتایا کہ جب مَیں نے چندے کی تحریک کے بارے میں سنا تو میرے پاس نقد پیسے نہیں تھے کہ میں اللہ کی راہ میں پیش کر سکتا۔ پس میں نے فیصلہ کیا کہ میں بھی ضرور اپنی طرف سے جماعت احمدیہ کو کچھ نہ کچھ پیش کروں گا اور باقیوں سے پیچھے نہیں رہوں گا۔ کہتے ہیں کہ مَیں جنگل میں نکل گیا اور مَیں نے کافی خشک اور پرانی لکڑیاں جمع کیں۔ پھر وہیں ان لکڑیوں سے کوئلہ تیار کیا اور پھر اپنے گاؤں لے آیا اور جب جماعت کا وفد دورے پر گیا تو انہوں نے بیس کوئلے کی بوریاں چندے میں پیش کر دیں۔ جو بھی اس غریب آدمی سے ہو سکا اس نے کیا۔ بہرحال ان کے لحاظ سے وہ پچاس ہزار فرانک کی تھیں اور کہتے ہیں کہ اب مجھے بڑی خوشی ہے کہ میں نے بھی مالی قربانی میں حصہ لیا۔

پولینڈ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ سال کے آخر میں مربی صاحب نے چندہ وقفِ جدید کی تحریک کی تو کہتے ہیں میرے پاس تقریباً ایک سَو زلوتی (Zloty) موجود تھے۔ یہ پولش کرنسی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دن چھبیس تاریخ کو جلسہ قادیان بھی تھا اور میرا خطاب بھی انہوں نے سننا تھا۔ موبائل کا پیکیج ان کا ختم ہو رہا تھا تو خطاب کس طرح سنیں اور کہتے ہیں کہ میرا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی ضرور سنوں۔ کہتے ہیں بہرحال میں نے بیس زلوتی کا پیکیج کروالیا اور اٹھائیس زلوتی فی کس کے حساب سے میں نے اپنا، بیٹے کا اور بیوی کا چندہ ادا کر دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ہم باقی دنوں میں اب کچھ نہیں خریدیں گے اور گھر میں موجود چیزوں پر ہی گزارہ کریں گے لیکن دل میں یہ خواہش بھی تھی کہ اگر اَور زیادہ رقم ہوتی تو ہم اور دیتے۔ کہتے ہیں ہم نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا۔ کہتے ہیں 28/دسمبر کو میں کام سے واپس آ رہا تھا تو ایک دوست نے میری کچھ رقم بارہ زلوتی دینی تھی۔ اس نے کہا مجھے یاد نہیں رہتا تھا اب آپ یہ لے لیں۔ گھر آ کر کہتے ہیں مَیں نے اکاؤنٹ دیکھا تو مختلف ذرائع سے پتہ نہیں کس طرح بارہ سو نوے زلوتی میرے اکاؤنٹ میں آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ تین سال سے جس فیکٹری میں کام کر رہا تھا اس نے کیونکہ کبھی اضافی رقم نہیں دی تھی اس لیے چندہ وقفِ جدید کی وجہ سے یہ رقم میرے اکاؤنٹ میں آئی تھی اور اس طرح کہتے ہیں مجھے تیرہ سَو زلوتی مل گئے۔ کہتے ہیں پھر مَیں نے تین سَو زلوتی اَور چندہ دے دیا۔ پھر کہتے ہیں ایک اَور اللہ کا فضل اس طرح ہوا کہ میرا بیٹا جہاں کام کرتا ہے اس کی تنخواہ میں سال میں ایک دفعہ اکتوبر یا نومبر میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس سال اکتوبر میں ایک مرتبہ اس کی تنخواہ میں اضافہ ہو چکا تھا لیکن اکتیس دسمبر کو دوبارہ اس کی تنخواہ میں مزید اضافہ ہو گیا۔ تو یہ کہتے ہیں کہ اس بات نے ہمارے ایمان میں بھی اضافہ کیا۔

تنزانیہ کے ریجن شیانگا میں ایک جماعت ہے۔ وہاں کے نومبائعین آہستہ آہستہ مالی نظام میں شامل ہو رہے ہیں۔ وہاں کے معلم لکھتے ہیں کہ ایک دوست رمضان صاحب نے گذشتہ سال بیعت کی ہے۔ انہوں نے حسبِ استطاعت تحریک جدید اور وقفِ جدید کا چندہ لکھوایا اور سال کے اختتام سے قبل اپنے وعدے سے دوگنی ادائیگی بھی کر دی۔ اسی طرح ایک اَور موقع پر انہوں نے اپنی فیملی کی طرف سے ایک پلاٹ بھی جماعت کے نام کر دیا۔ گاؤں کے دوسرے لوگوں کے لیے جہاں وہ رہتے تھے یہ بڑی حیرت انگیز بات تھی۔ بعض نے ازراہِ مذاق ان کو کہا کہ یہ شخص تو اس طرح جلد بازی میں آ کر اپنا مال دین کی راہ میں ختم کر دے گا لیکن انہوں نے معلم کو بتایا کہ حقیقتاً جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر ہی انہیں مالی قربانی کی اہمیت اور اس کا مفہوم سمجھ میں آیا ہے۔ کہتے ہیں جب سے انہوں نے اللہ کی راہ میں قربانی کرنی شروع کی ہے ان کے کام میں بہت برکت ہوئی ہے۔ لوگ کچھ بھی کہیں لیکن دراصل اس سال کے دوران انہیں مختلف جگہوں پر مزید پلاٹ خریدنے اور دو مکانات بنوانے کی توفیق ملی ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے اور ایک پلاٹ جماعت کے نام کروانے کی برکت سے ہوا ہے۔

پھر سیرالیون کا واقعہ ہے کہ ایمان و اخلاص میں کس طرح نومبائع ترقی کر رہے ہیں۔ ان کے ریجن پورٹ لوکو (Port Loko) کے مشنری جبریل صاحب کہتے ہیں کہ ایک نومبائع جماعت کو وقفِ جدید کے حوالے سے تحریک کی گئی۔ نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ نومبائعین کی جماعت ہے۔ اسی دوران ایک بڑی عمر کی نابینا عورت ایک بچے کا سہارا لے کر میرے پاس پہنچی اور کہا کہ میں نے کوئی وعدہ تو نہیں لکھوایا لیکن میں یہ دو ہزار لیون (Leone) وقفِ جدید کے چندہ کے لیے دینے آئی ہوں۔ لوکل مشنری نے کہا کہ آپ نے خود کیوں تکلیف کی، مجھے بلا لیتیں۔ مَیں خود آپ کے پاس چلا آتا۔ تو اس نے جواب دیا۔ بوڑھی عورت کا یہ جواب سنیں۔ غریب عورت ہے اور بظاہر اَن پڑھ ہے۔ کہتی ہے ایک تو میں تھوڑی سی رقم دینے آئی ہوں اور وہ بھی میں آپ کو اپنے گھر بلا کر دوں۔ مَیں تو سارا ثواب لینا چاہتی ہوں اس لیے خود چل کر دینے آئی ہوں۔

آئیوری کوسٹ کے ریجن سان پیدرو کے مبلغ کہتے ہیں کہ جماعت کے ایک ممبر کولی بالی صاحب ہیں۔ کہتے ہیں: موصوف نے رمضان میں مجھے فون کیا اور چندہ وقفِ جدید کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ کیا رمضان میں چندہ دینا یا اضافہ کرنا ضروری ہے؟ تو اس پر میں نے اسے کہا کہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوہ یہی تھا کہ زیادہ سے زیادہ انفاق فی سبیل اللہ کیا کرتے تھے۔ اس کی اہمیت کے بارے میں بتایا اور چندہ وقفِ جدید اور تحریکِ جدید کے متعلق بھی اس کو بتایا کہ کس طرح یہ اشاعت اسلام کے کاموں میں خرچ ہوتا ہے اور بتایا کہ فرض تو نہیں لیکن اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ مالی تحریکات میں دورانِ رمضان حصہ لینا چاہیے۔ بہرحال اس پر موصوف نے جو پہلے ہی ہر ماہ بیس ہزار فرانک چندہ دیتے آ رہے تھے وعدہ کیا کہ آئندہ صرف ماہ رمضان میں ہی نہیں بلکہ ہر ماہ باقاعدگی سے اپنے گذشتہ لازمی چندہ کے ساتھ ساتھ تیس ہزار فرانک زائد رقم ادا کریں گے۔ زائد رقم خصوصاً وقفِ جدید اور تحریک جدید کی مد میں دیا کریں گے اور یہ بھی وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ اس سال کے اختتام تک اس زائد رقم برائے چندہ وقفِ جدید کو مزید بڑھانے کی بھی کوشش کریں گے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کے فضل سے موصوف رمضان کے بعد سے تاحال ہر ماہ آغاز پر ہی خود فکر کے ساتھ لازمی چندہ جات کی ادائیگی کرتے ہیں۔

یہ اشاعتِ اسلام کی بات ہے۔ اخراجات کی بات ہوئی ہے تو یہاں یہ بھی بتا دوں کہ گذشتہ سال اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک سو ستاسی (187) مساجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اسکے علاوہ افریقہ میں ایک سو پانچ (105) مساجد زیرِ تعمیر ہیں۔ اسی طرح ایک سو چوالیس (144) مشن ہاؤس قائم ہوئے جن کی اکثریت افریقہ میں ہے اور پینتالیس (45) مشن ہاؤس زیر تعمیر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں فوری طور پر ہم مشن ہاؤس بنا نہیں سکتے وہاں کرائے پر عمارتیں لی جاتی ہیں۔ افریقہ کے ممالک میں سات سو اکتیس (731) مشن ہاؤسز اور مربی ہاؤس کرائے پر لیے ہیں۔ دوسرے ایشین ممالک میں بھی چھ سو بتیس (632) مشن ہاؤسز کرائے پر ہیں۔ تو بہرحال یہ بتا دوں کہ عموماً وقفِ جدید کے چندے کا اکثر حصہ افریقہ کے ممالک پر خرچ کیا جاتا ہے۔

مسجد کی تعمیر وغیرہ کی بات ہوئی ہے تو یہ کام بھی اتنا آسانی سے نہیں ہو جاتا۔ مخالفین کی مخالفت کا بھی ہر جگہ سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ سب کام جماعت کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا جماعت کی ترقی کا وعدہ بھی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد بھی شاملِ حال رہتی ہے۔

کونگو کنشاسا کا ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں وہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ یہاں باندندو (Bandundo) ریجن میں ایک جگہ جماعت کو قائم ہوئے دو سال کا عرصہ ہوا ہے۔ مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ وہاں سنی مسلمانوں نے احمدیوں کو تکلیف دینے اور سرکاری دفاتر میں ہمارے خلاف شکایت درج کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جب کوئی حربہ کامیاب نہ ہوا تو قتل تک کی دھمکیاں دینے لگ گئے۔ بہرحال مخالفین کو تو کسی طرح کامیابی نہیں ملی لیکن دوسری طرف مسجد کی تعمیر کا کام جاری رہا۔ ایک احمدی دوست جو وہاں تعمیراتی کام کی نگرانی کر رہے ہیں انہوں نے بتایا کہ مسجد کی تعمیر کے دوران ایک دن یہاں کی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر جو کہ عیسائی ہیں وہ ہمارے پاس آئے اور مسجد کی تعمیر میں مدد کرنے لگ گئے یہاں تک کہ احمدی جو دُور دُور سے ریت لے کر آتے تھے ان کے ساتھ مل کر ریڑھی یا wheelbarrow کو کھینچتے بھی رہے۔ ایک طرف سے مخالفین اپنا کردار ادا کر رہے ہیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ غیروں کے ذریعہ بھی کام کرواتا چلا جاتا ہے۔ نیک فطرت لوگ اس طرح بھی آتے ہیں۔

پھر کیمرون کا ایک واقعہ ہے۔ وہاں بوادا سینج (Biodes Senge) میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہ وہاں ایک شہر ہے دوآلا (Douala) اس کا ایک محلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں دو سال قبل جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ مسجد کی تعمیر شروع کی تو علاقے کے ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے خط موصول ہوا کہ مسجد کا کام روک دو۔ جماعت نے کام روک دیا۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تنظیم نے گورنر صاحب کو اور تمام متعلقہ عہدیداروں کو خطوط لکھے ہیں کہ جماعت ایک دہشت گرد جماعت ہے۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے مسجد نہیں بنا سکتے۔ یہ پروپیگنڈا جو اسلامی ملکوں کا ہے ان کے مولوی وہاں جاتے ہیں اور وہ کرتے رہتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے بھی پھر یہ خط لکھے۔ خود بھی دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔ رابطے وغیرہ بھی کیے۔ کہتے ہیں کہ ایک ماہ کے بعد ایڈمنسٹریٹر نے ہمیں اپنے دفتر میں بلایا اور مختلف تنظیموں کے سربراہان اور مسلمانوں کے چیف امام اور دوسرے لوگوں کو بھی بلایا۔ ایڈمنسٹریٹر نے ایک رپورٹ پڑھنی شروع کی اور مسلمانوں کی شکایت پر جو کام روکا گیا، یہ کہا کہ ہم نے رکوا تو دیا تھا لیکن ہم نے کیمرون کے مختلف علاقوں میں سے رپورٹیں منگوائی ہیں۔ جماعت احمدیہ انٹرنیشنل جماعت ہے۔ دو سو سے زائد ملکوں میں یہ کام کر رہی ہے۔ پندرہ سال سے کیمرون میں بھی کام کر رہی ہے۔ کیمرون میں بھی کئی جگہ یہ مساجد بنا چکی ہے۔ بہرحال بتایا کہ اس طرح یہ دینی خدمات کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو خدمت خلق کے کام کر رہے ہیں اس کے بارے میں بھی اس نے کہا کہ بہت سے علاقوں میں صاف پانی کے بورہول بھی کیے ہیں۔ انہوں نے پمپ لگائے ہیں۔ یہ لوگ یتیموں کی پرورش کر رہے ہیں۔ طلبہ کی علمی میدان میں مدد کر رہے ہیں۔ اسی طرح دہشت گرد تنظیموں کے خلاف ہمیشہ بات کرتے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ جماعت امن اور رواداری کی تعلیم دیتی ہے اور یہ بھی کہتی ہے کہ تلوار کا جہاد نہیں بلکہ قلم کا جہاد ہے۔ یہ ساری باتیں اس نے ان لوگوں کو بتائیں اور پھر یہ بھی بتایا کہ مسلمان اکابرین جو ہیں، سلطان اور دوسرے لوگ بھی ان کے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں تو اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ ان کی مسجد کو روکا جائے۔ یہاں بھی یہ مسجد بنا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں جب اس نے رپورٹ ختم کی تو وہاں کے اس علاقے کے مسلمان لیڈر جتنے تھے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کافر ہیں ہم ان کو کافر سمجھتے ہیں اور جو رپورٹ آپ نے تیار کی ہے وہ ہم سے پوچھے بغیر بنائی ہے ہم نہیں مانتے۔ بہرحال ایڈمنسٹریٹر نے غصہ میں آ کر انہیں کہا کہ مَیں اپنا کام جانتا ہوں اور یہاں سے چلے جاؤ۔ بہرحال وہ لوگ خاموش ہو گئے اور جماعت کو کہا کہ آپ مسجد بنائیں۔

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

''اس اعلان کے ساتھ کہ ہم احمدی مسلمان ہیں ہماری ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بہترین امت کہلاتے ہو اس لئے کہ دوسروں تک تم نیکیوں کا پیغام پہنچاتے ہو اور ان کو برائیوں سے روکتے ہو اور دوسروں کے بارے میں بھی ہمیشہ نیک سوچ رکھتے ہو۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 6/مئی 2005ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

جماعت احمدیہ کی خدمات کا جو نیک اثر قائم ہوتا ہے وہ ہر عقل مند کو مجبور کرتا ہے کہ وہ جماعت کی تعریف کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے جب کام کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر مددگاروں کی فوج بھی بھیج دیتا ہے اور خود ہی ان کے مخالفین کی روکوں کو دور فرماتا ہے۔

کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے ہیں اس کا بھی ایک واقعہ بیان کردوں۔ اَپر ویسٹ ریجن گھانا کی ایک رپورٹ ہے۔ کہتے ہیں وہاں تبلیغ کے سلسلہ میں ساٹھ سے زائد بیعتیں ملیں۔ گاؤں میں جماعت کی ایک چھوٹی سی کچی اینٹوں کی مسجد تھی۔ ہماری کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے غیر احمدی مسلمانوں نے ہماری مسجد کے بالکل سامنے ایک پختہ اور خوبصورت مسجد تعمیر کروائی اور اس مسجد کے ذریعہ ہمارے نومبائعین کو اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کی تو جو چند کمزور نومبائعین تھے ادھر چلے بھی گئے۔ بعد میں جماعت نے وہاں بھی بڑی شاندار اور بڑی مسجد بنالی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے اپنے ممبران تو مسجد میں آتے ہی ہیں اس کے علاوہ غیر احمدیوں کے (لوگ) بھی کثیر تعداد میں وہاں آنا شروع ہو گئے ہیں اور ہماری مسجد نمازیوں سے بھر گئی ہے اور ان کی مسجد بالکل خالی رہنے لگ گئی ہے یا بہت کم لوگ وہاں ہیں۔ نومبائعین کی تعلیم وتربیت کیلئے روزانہ وہاں کلاسیں بھی اللہ کے فضل سے ہو رہی ہیں۔ جس سے جماعت کی ترقی میں روزافزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بہت سے واقعات ہیں اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے گئے اپنے وعدوں کو پورا فرما رہا ہے اور غیب سے مدد بھی فرماتا ہے اور فرمائے گا ان شاء اللہ۔ ہمیں تو وہ موقع دیتا ہے کہ اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے اس کی راہ میں خرچ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکیں۔

اب میں حسبِ روایت گذشتہ سال یعنی 2021ء کی وقفِ جدید کی مختصر رپورٹ پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جو گذشتہ سال تھا یہ چونسٹھواں سال تھا اور اس سال جنوری میں 2022ء کا نیا سال بھی شروع ہو گیا ہے تو گذشتہ سال کی رپورٹ یہ ہے کہ اس میں جماعت کی وقفِ جدید کی جو قربانی ہے وہ ایک کروڑ بارہ لاکھ ستتر ہزار پاؤنڈ یا تقریباً 11.2 ملین ہے اور گذشتہ سال سے یہ قربانی سات لاکھ بیالیس ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔

دنیا کے اقتصادی حالات کو اگر دیکھیں تو اللہ کا بڑا فضل ہے۔ اس سال بھی برطانیہ کی جماعت جو ہے مجموعی وصولی کے لحاظ سے اوّل پوزیشن میں ہے۔ پاکستان کی کرنسی کیونکہ گر گئی ہے اس لیے ان کی پوزیشن تو بہت نیچے چلی جاتی ہے اس کے باوجود وہ اپنی طاقت کے مطابق بہت قربانی کر رہے ہیں۔ بہر حال پوزیشن کے لحاظ سے برطانیہ کا نمبر ایک ہے۔ پھر جرمنی ہے اور اللہ کے فضل سے برطانیہ نے اس سال کافی اچھی قربانی کی ہے اور بہت فرق ہے جرمنی اور برطانیہ کا۔ پھر نمبر تین پہ کینیڈا ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر بھارت ہے۔ پھر آسٹریلیا ہے۔ انڈونیشیا ہے۔ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ گھانا ہے اور بلجیم۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے نمبر ایک پر امریکہ ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں جماعتیں جو ہیں: نمبر ایک گھانا ہے۔ پھر ماریشس ہے۔ پھر نائیجیریا ہے۔ پھر برکینا فاسو ہے۔ پھر تنزانیہ ہے۔ پھر سیرالیون ہے۔ پھر لائبیریا ہے۔ پھر گیمبیا۔ پھر یوگنڈا۔ آخر میں نمبر دس پہ بینن۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاملین کی تعداد بھی چودہ لاکھ پینتالیس ہزار ہے۔

وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی جو دس بڑی جماعتیں ہیں ان کی پوزیشن یہ ہے: اسلام آباد نمبر ایک پہ، پھر فارنہم (Farnham)، پھر ووسٹر پارک (Worcester Park)، پھر چیم ساؤتھ (South Cheam)۔ پھر آلڈر شاٹ (Aldershot)۔ پھر برمنگھم ساؤتھ (Birmingham-South)، پھر وال سال (Walsall)، جلنگھم (Gillingham)، گلفرڈ (Guildford)، یول (Ewell)۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلے پانچ ریجن جو ہیں ان میں پہلا ریجن بیت الفتوح ہے۔ نمبر دو پہ اسلام آباد۔ پھر مسجد فضل۔ پھر بیت الاحسان۔ پھر مڈلینڈز (Midlands)۔

اطفال۔ دفتر اطفال کے لحاظ سے دس جماعتیں جو ہیں: اسلام آباد نمبر ایک پہ۔ آلڈرشاٹ (Aldershot) نمبر دو۔ پھر فارنہم (Farnham)۔ روہیمپٹن (Roehampton)۔ پھر گلفرڈ (Guildford)۔ یول (Ewell)۔ مچم پارک (Mitcham Park)۔ بیت الفتوح (Baitul Futuh)۔ وال سال (Walsall)۔ برمنگھم ویسٹ (Birmingham-West)۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی پانچ لوکل امارات: ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پہ۔ پھر فرینکفرٹ (Frankfurt)۔ پھر گروس گیراؤ (Gros Gerau)۔ پھر ویزبادن (Wiesbaden)۔ پھر ڈٹسن باخ (Dietzenbach)۔

وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتوں کی فہرست: رویڈرمارک (Rödermark) نمبر ایک پہ۔ پھر روڈگاؤ (Rodgau)۔ پھر نوئس (Neuss)۔ پھر رویڈرز ہائم (Rödersheim)۔ پھر مہدی آباد فریڈبرگ (Friedberg)۔ ہناؤ (Hanau)۔ فلورس ہائم (Flörsheim)۔ فرانکن تھال (Frankenthal)۔ کوبلنز (Koblenz) اور نیدا (Nidda)۔

دفتر اطفال میں پہلی پانچ ریجن ہیں: ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پہ۔ پھر ساؤتھ ویسٹ ہیسن (South West Hessen)۔ تاؤنس (Taunus)۔ ہیسن مٹے (Hessen-Mitte)۔ رائن لینڈ فالز (Rheinland-Pfalz)۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی امارتیں جو ہیں ان میں نمبر ایک پہ وان ہے۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر وینکوور (Vancouver)۔ بریمٹن ویسٹ (Brampton-West)۔

دس بڑی جماعتیں جو کینیڈا کی ہیں ان میں حدیقہ احمد نمبر ایک پہ۔ ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔ بریڈفورڈ (Bradford)۔ ڈرہم (Durham)۔ ملٹن ایسٹ (Milton East)۔ رجائنا (Regina)۔ آٹوا ویسٹ (Ottawa-West)۔ ونی پیگ (Winnipeg)۔ ہملٹن ماؤنٹین (Hamilton Mountain)۔ ایبٹس فورڈ (Abbotsford)۔

اور دفتر اطفال کی نمایاں امارتیں: وان (Vaughan) نمبر ایک۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ ٹورنٹو ویسٹ (Toronto-West)۔ بریمپٹن ویسٹ (Brampton-West) ہیں۔

دفتر اطفال کی پانچ نمایاں جماعتیں: حدیقہ احمد نمبر ایک۔ بریڈفورڈ (Bradford)۔ ڈرہم (Durham)۔ لندن (London)۔ ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔

امریکہ کی وصولی کے لحاظ سے جو دس جماعتیں ہیں: میری لینڈ (Maryland)۔ لاس اینجلس (Los Angeles)۔ ڈیٹرائٹ (Detroit)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ بوسٹن (Boston)۔ آسٹن (Aston)۔ فینکس (Phoenix)۔ سیراکوس (Syracose)۔ لاس ویگس (Las Vegas) اور فچ برگ (Fitchburg)۔

دفتر اطفال کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں: میری لینڈ (Maryland)۔ لاس اینجلس (Los Angeles)۔ سیئٹل (Seattle)۔ اورلینڈو (Orlando)۔ آسٹن (Aston)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ وینکس (Phoenix)۔ فچ برگ (Fitchburg)۔ لاس ویگاس (Las Vegas)۔ زائن (Zion) ہیں۔

پاکستان میں چندہ بالغان کی پہلی تین جماعتیں ہی: اول لاہور۔ پھر ربوہ۔ پھر کراچی۔ اور اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ اسلام آباد نمبر ایک پہ۔ پھر فیصل آباد، گجرات، گوجرانوالہ، سرگودھا، ملتان، عمرکوٹ، حیدرآباد، میرپورخاص، ڈیرہ غازی خان۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں ہیں: اسلام آباد شہر، ڈیفنس لاہور، ٹاؤن شپ لاہور، کلفٹن کراچی، دارالذکر لاہور، ماڈل ٹاؤن لاہور، گلشن آباد کراچی، سمن آباد لاہور، عزیز آباد کراچی، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

دفتر اطفال کی تین بڑی جماعتیں ہی: اول لاہور۔ دوم کراچی۔ سوئم ربوہ۔ دفتر اطفال میں اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ اسلام آباد نمبر ایک۔ سیالکوٹ۔ پھر راولپنڈی۔ سرگودھا۔ فیصل آباد۔ گجرات۔ حیدرآباد۔ میرپورخاص۔ عمرکوٹ۔ نارووال۔

غیر معمولی مساعی کرنے والی جماعتیں جو ہیں: ڈرگ روڈ کراچی۔ نور پورہ لاہور۔ گوجرانوالہ شہر۔ بیت الفضل فیصل آباد۔ پشاور شہر۔ دہلی گیٹ لاہور۔ کوٹلی آزاد کشمیر۔ ننکانہ صاحب۔

بھارت کے پہلے دس صوبے جو ہیں۔ کیرالہ۔ جموں کشمیر۔ تامل ناڈو۔ تلنگانہ۔ کرناٹک۔ اڈیشہ۔ پنجاب۔ ویسٹ بنگال۔ دہلی۔ مہاراشٹرا۔

دس جماعتیں وصولی کے لحاظ سے حیدرآباد نمبر ایک۔ پھر قادیان۔ پھر کرولائی۔ پھر پتھ پریم۔ کوئمبٹور۔ بنگلور۔ کلکتہ۔ کالیکٹ۔ ریشی نگر۔ میلا پالم۔

آسٹریلیا کی جو دس جماعتیں ہیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ میلبورن بیرک (Melbourne Berwick)۔ پرتھ (Perth)۔ پینرتھ (Penrith)۔ ایڈیلیڈ ویسٹ (Adelaide West) اور لوگن ایسٹ (Logan East)۔

بالغان میں آسٹریلیا کی جماعتیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)، ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ ملبرن بیرک (Melbourne Berwick)۔ پرتھ (Perth)۔ پینرتھ (Penrith)۔ ایڈیلیڈ ویسٹ (Adelaide West)۔ بلیک ٹاؤن (Blacktown) اور کینبرا (Canberra)۔

دفتر اطفال میں آسٹریلیا کی جماعتیں ہیں: ملبرن لانگ وارن (Melbourne Langwarrin)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ ملبرن بیرک (Melbourne Berwick)۔ لوگن ایسٹ (Logan East)۔ پرتھ (Perth)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ ملبرن ایسٹ (Melbourne East)۔ ماؤنٹ ڈروئٹ (Mount Druitt)۔ پینرتھ (Penrith)۔ برسبن سینٹرل (Brisbane Central)۔

یہ ان کی پوزیشنیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور دھوکہ دینے کیلئے قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو نہ ہی ایک دوسرے سے بے رُخی کرو اور تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ (مسلم، کتاب البر والصلة)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے

نہ ہی اسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے نہ ہی اس کی تحقیر کرتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلة)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم .اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت خدیجہؓ کے ساتھ شادی

حضرت خدیجہؓ ایک بیوہ اور صاحبِ اولاد عورت تھیں اور یکے بعد دیگرے دو خاوند کر چکی تھیں۔ مگر دونوں فوت ہو چکے تھے۔ چونکہ نہایت معزز اور دولتمند اور شریف تھیں حتی کہ اُن کی شرافت کی وجہ سے اُن کا نام طاہرہ مشہور ہو گیا تھا۔ اس لئے مکّہ کے کئی لوگوں نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا، مگر انہوں نے سب کا انکار کیا۔ اب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا معاملہ پڑا اور اُنہوں نے آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ اور قابلیّت کو دیکھا اور اپنے خادم میسرہ کو بھی آپؐ کی تعریف میں رطب اللسان پایا تو اُنہوں نے خود آپؐ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے مشورہ کے بعد قبول کر لیا، چنانچہ آپؐ کے رشتہ دار اور خدیجہؓ کے قریبی رشتہ دار جمع ہوئے اور ابو طالب نے پانسو درہم مہر پر خدیجہؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح پڑھ دیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ گویا خدیجہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ اس نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد بن اسد فوت ہو چکے تھے اس لیے خدیجہؓ کی طرف سے اُن کے چچا عمرو بن اسد نے شرکت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بھی اولاد ہوئی وہ سب سوائے ابراہیم کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر میں ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے خدیجہؓ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہوئے۔ لڑکوں کے نام قاسم، طاہر اور طیب تھے۔ بعض روایتوں میں ایک چوتھا بیٹا عبداللہ بھی بیان ہوا ہے۔ مگر عام خیال یہ ہے کہ طیّب کا دوسرا نام عبداللہ تھا۔ لڑکیوں کے نام زینبؓ، رقیہؓ، امّ کلثومؓ اور فاطمہؓ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی آپؐ کے دعویٰ نبوت سے پہلے پیدا ہو چکی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم آپؐ کے بڑے بیٹے قاسم کے نام پر تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد سب بچپن میں ہی فوت ہو گئی مگر لڑکیاں سب بڑی ہوئیں اور اسلام لائیں، لیکن سوائے چھوٹی لڑکی فاطمۃ الزہراؓ کے باقی کسی لڑکی کی نسل نہیں چلی۔ بڑی لڑکی زینب ابو العاص بن ربیع کے ساتھ بیاہی گئیں جو حضرت خدیجہؓ کے عزیزوں میں سے تھے۔ ابو العاص کے ہاں زینبؓ کے بطن سے ایک لڑکا علی اور ایک لڑکی امامہ پیدا ہوئے۔ لڑکا تو بچپن میں ہی فوت ہو گیا، مگر لڑکی بڑی ہوئی اور حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے عقد میں آئی، مگر اس کی نسل نہیں چلی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ ابو العاص ہجرت کے کئی سال بعد تک اسلام نہیں لائے جس کی وجہ سے زینبؓ کو بھی بعض تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ زینبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی فوت ہو گئیں۔

رقیّہ اور اُمِ کلثوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ابولہب کے دو لڑکوں عُتبہ اور عُتیبہ کے عقد میں آئیں مگر اسلام کے زمانہ میں جب ابولہب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالفت کی تو پیشتر اس کے کہ رُخصتانہ ہوتا یہ دونوں نکاح فسخ ہو گئے۔ اس کے بعد رقیّہ اور امِ کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ بن عفّان کے نکاح میں آئیں، جس کی وجہ سے اُن کو ذوالنّورین یعنی دو نُوروں والا کہتے ہیں۔ مگر ان دونوں کی نسل نہیں چلی۔ یعنی رقیّہ کے بطن سے تو ایک لڑکا عبداللہ پیدا ہو کر فوت ہو گیا اور امّ کلثوم کے کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی۔ رقیّہ کا جنگِ بدر کے زمانہ میں اور امّ کلثوم کا فتح مکّہ کے بعد انتقال ہو گیا۔

سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ یہ ہجرت کے بعد حضرت علیؓ کے عقد میں آئیں اور انہی کے بطن سے حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ پیدا ہوئے جن کی اولاد سیّد کہلاتی ہے۔ حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں۔

حضرت خدیجہؓ کی اولاد جو اُن کے پہلے دو خاوندوں سے تھی وہ دو لڑکوں ھند اور ہالہ اور ایک لڑکی ھند پر مشتمل تھی جو خدا کے فضل سے سب مسلمان ہو گئے تھے۔

کعبہ کی جدید تعمیر

تعمیر کعبہ کا واقعہ باب دوم میں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے چونکہ کعبہ کی عمارت کو کسی وجہ سے نقصان پہنچ گیا تھا، اس لیے قریش نے اسے گرا کر پھر از سرِ نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر گرانے کا کام شروع کرنے سے سب ڈرتے تھے کہ خُدا کا گھر ہے کوئی آفت نہ آجاوے۔ آخر ولید بن مغیرہ نے جو معمر اور سرداران قریش میں سے تھا اس کام کو شروع کیا اور جب لوگوں نے ایک رات انتظار کر کے دیکھ لیا کہ ولید پر اس وجہ سے کوئی آفت نہیں آئی تو پھر سب شامل ہو گئے۔ جب پُرانی عمارت کو گراتے گراتے حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر پہنچے تو رُک گئے اور اُن کے اُوپر نئی تعمیر شروع کی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ساحل کے پاس ایک بڑی کشتی ٹوٹ گئی تھی۔ اس کی لکڑی قریش نے خرید لی لیکن چونکہ یہ لکڑی ساری چھت کیلئے ناکافی تھی اس واسطے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے قریش کعبہ کی اس جدید تعمیر کو ابراہیم خلیل اللہ کی بنیادوں پر کھڑا نہیں کر سکے، بلکہ ایک طرف سات ہاتھ جگہ چھوڑ دی۔ بعض اور تبدیلیاں بھی قریش نے کیں مگر ان کا بیان اُوپر گذر چکا ہے اس لیے اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

جب قریش کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجرِ اسود کی جگہ پر پہنچے تو قبائلِ قریش کے اندر اس بات پر سخت جھگڑا ہوا کہ کون قبیلہ اسے اس کی جگہ پر رکھے۔ ہر قبیلہ اس عزت کو اپنے لیے چاہتا تھا۔ حتّٰی کہ لوگ آپس میں لڑنے مرنے کو تیار ہو گئے اور بعض نے تو زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق ایک خون سے بھرے ہوئے پیالے میں اُنگلیاں ڈبو کر قسمیں کھائیں کہ لڑ کر مر جائیں گے مگر اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہ جانے دیں گے۔ اس جھگڑے کی وجہ سے تعمیر کا کام کئی دن تک بند رہا۔ آخر ابو امیّہ بن مغیرہ نے تجویز پیش کی کہ جو شخص سب سے پہلے حَرم کے اندر آتا دکھائی دے وہ اس بات میں حکم ہو کر فیصلہ کرے کہ اس موقع پر کیا کرنا چاہئے۔ اللہ کی قدرت لوگوں کی آنکھیں جو اٹھیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ آپؐ کو دیکھ کر سب پُکار اُٹھے۔ ’’امین امین۔‘‘ اور سب نے باتفاق کہا کہ ’’ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں۔‘‘ جب آپؐ قریب آئے تو انہوں نے آپؐ سے حقیقت امر بیان کی اور فیصلہ چاہا۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ایسا فیصلہ فرمایا کہ سب سردارانِ قریش دَنگ رہ گئے اور آفرین پکار اُٹھے۔ آپؐ نے اپنی چادر لی اور اس پر حجرِ اسود کو رکھ دیا اور تمام قبائل قریش کے رؤساء کو اس چادر کے کونے پکڑوا دیئے اور چادر اُٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب نے مل کر چادر کو اُٹھایا اور کسی کو بھی شکایت نہ رہی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصویری زبان میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عرب کے مختلف قبائل جواب برسرِ پیکار ہیں وہ اس پاک وجود کے ذریعہ سے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں گے۔ جب حجرِ اسود کی اصلی جگہ کے محاذ میں چادر پہنچی تو آپؐ نے اپنے دستِ مبارک سے اُسے چادر پر سے اُٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ یہ جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا تصویری زبان میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عنقریب نبوت کی عمارت کے ’’کونے کا پتھر‘‘ آپؐ کے وجود سے اپنی جگہ پر قائم ہوگا۔

عام مؤرخین کعبہ کی اس تعمیر کی تاریخ کے متعلق صرف اتنا لکھ دیتے ہیں کہ یہ آپؐ کی پینتیس سال کی عمر کا واقعہ ہے حالانکہ اگر اس زمانہ کے حالات کو مدِّ نظر رکھ کر دیکھا جاوے تو دراصل نئی عمارت کے واسطے سامان جمع کرنے اور پُرانی عمارت کو گرانے وغیرہ کا کام ایک کافی لمبا وقت چاہتا تھا۔ لہٰذا اقرین قیاس یہ ہے کہ اس کام کی تیاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی میں ہی شروع ہو گئی تھی اور نئی عمارت کے واسطے سامان یعنی پتھر لکڑی وغیرہ آہستہ آہستہ جمع کرنا شروع کر دیا تھا، چنانچہ ایک صحیح روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر کعبہ کے واسطے پتھر اٹھا اٹھا کر جمع کر رہے تھے تو آپؐ کے چچا عباس نے آپؐ سے کہا۔ بھتیجے اپنا تہ بند اپنے شانہ پر رکھ لو تا کہ پتھروں کی رگڑ وغیرہ نہ لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیلِ حکم تو کی مگر چونکہ اس سے آپؐ کے جسم کا کچھ ستر والا حصہ ننگا ہو گیا، آپؐ شرم کے مارے زمین پر گر گئے اور آپؐ کی آنکھیں پتھرا گئیں اور آپؐ بے تاب ہو کر ’’میرا تہ بند میرا تہ بند‘‘ پکارنے لگ گئے۔ حتیٰ کہ پھر آپؐ نے جلدی سے اپنا تہ بند درست کر لیا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جو صرف ابتدائی عمر کی طرف ہی منسوب ہو سکتا ہے، چنانچہ بعض گذشتہ مؤرخین نے بھی لکھا ہے کہ یہ صغرسنی کا واقعہ ہے۔ ہاں حجرِ اسود کے متعلق حَکَم بن کر فیصلہ کرنے کا واقعہ بے شک بعد کا ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ آپؐ کو آتا دیکھ کر سب لوگ امین امین پُکار اُٹھے تھے اور ظاہر ہے کہ امین کا لقب آپؐ نے اس وقت پایا جب معاملات میں پڑ کر آپؐ کی امانت و دیانت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو کر مسلّم ہو گئی۔

زید بن حارثہ کا آپؐ کی خدمت میں آنا

حضرت خدیجہؓ کے ایک بھتیجے تھے جن کا نام حکیم بن حزام تھا۔ یہ بڑے تاجر آدمی تھے اور ہمیشہ تجارتی قافلوں کے ساتھ اِدھر اُدھر آتے جاتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ یہ کہیں تجارت کیلئے گئے تو چند ایک غلام خرید کر لائے اور اُن میں سے ایک غلام اپنی پھوپھی کی نذر کیا۔ اُس کا نام زید بن حارثہ تھا۔ زید دراصل ایک آزاد خاندان کا لڑکا تھا مگر کسی لوٹ مار میں قید ہو کر غلام بنا لیا گیا تھا۔ خدیجہؓ نے زید کو ایک ہوشیار اور ہونہار لڑکا پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سُپرد کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ یہ دستور تھا کہ اپنے غلاموں اور خادموں کو نہایت محبت اور پیار کے ساتھ رکھتے تھے اور اُن سے اپنے رشتہ داروں کی طرح سلوک کرتے تھے، چنانچہ زید کے ساتھ بھی آپؐ کو محبت تھی اور زید چونکہ ایک وفادار دل رکھتا تھا، اس لئے اُسے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ارادت ہو گئی۔ اُسی زمانہ میں زید کا باپ حارثہ اور اس کا چچا کعب زید کا پتہ لیتے لیتے مکہ آنکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عاجزی سے استدعا کی کہ زید کو رہا کر کے اُن کے ساتھ بھیج دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہاں اگر زید جانا چاہے تو میری طرف سے بخوشی اجازت ہے۔‘‘ اِس پر زید کو بلایا گیا اور آپؐ نے اُسے کہا۔ ’’زید تم ان کو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟‘‘ اُس نے عرض کی۔ ’’ہاں یہ میرے والد ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔‘‘ آپؐ نے فرمایا۔ ’’یہ تم کو لینے آئے ہیں۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو میری طرف سے تم کو بخوشی اجازت ہے۔‘‘ زید نے جواب دیا۔ ’’مَیں آپؐ کو چھوڑ کر ہرگز نہیں جاؤں گا۔ آپؐ میرے لیے میرے چچا اور باپ سے بڑھ کر ہیں۔‘‘ زید کا باپ غصّہ میں بولا۔ ’’ہیں! تُو غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے؟‘‘ زید نے کہا۔ ’’ہاں! کیونکہ مَیں نے ان میں ایسی خوبیاں دیکھی ہیں کہ اب مَیں کسی کو ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زید کا یہ جواب سُنا، تو فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور زید کو خانہ کعبہ کے پاس لے جا کر بلند آواز سے فرمایا۔ ’’لوگو! گواہ رہو کہ آج سے مَیں زید کو آزاد کرتا اور اسے اپنا بیٹا بناتا ہوں۔ یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔‘‘ زید کے والد اور چچا نے یہ نظارہ دیکھا تو حیران رہ گئے اور زید کو بخوشی آپؐ کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ اُس دن سے زید بجائے زید بن حارثہ کے زید بن محمد کہلانے لگے۔ لیکن ہجرت کے بعد جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم اُترا کہ مُنہ بولا بیٹا بنانا جائز نہیں ہے تو زید کو پھر زید بن حارثہ کہا جانے لگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اور پیار اس وفادار خادم کے ساتھ وہی رہا جو پہلے تھا، بلکہ دن بدن ترقی کرتا گیا اور زید کی وفات کے بعد زید کے لڑکے اسامہ بن زید سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ امِ ایمن کے بطن سے تھے آپؐ کا وہی سلوک اور وہی پیار تھا۔

زید کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ تمام صحابہ میں سے صرف انہی کا نام قرآن شریف میں صراحت کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 107 تا 111 مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’یہ ضروری امر ہے کہ میں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو اور اسی کو مقدم کر لو اور اپنے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پاک جماعت کو ایک نمونہ سمجھو۔ ان کے نقشِ قدم پر چلو۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 596-597)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(462) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جس دن شب کو عشاء کے قریب حسین کامی سفیر روم قادیان آیا اس دن نماز مغرب کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر احباب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ کو دوران سر کا دورہ شروع ہوا اور آپ شاہ نشین سے نیچے اتر کر فرش پر لیٹ گئے اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے مگر حضور نے دیر میں سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست وہاں سے رخصت ہو گئے تو آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ مولوی صاحب مرحوم دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سُناتے رہے یہاں تک کہ آپ کو اِفاقہ ہو گیا۔

(463) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ لیکھرام کے قتل کے واقعہ پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی ہوئی تو پولیس کے افسر بعض کاغذات اپنے خیال میں مشتبہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کاغذات کو واپس لے کر پھر بعض افسر قادیان آئے اور چند خطوط کی بابت جس میں کسی ایک خاص امر کا کنایۃً ذکر تھا حضرت صاحب سے سوال کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت صاحب نے فوراً بتا دیا کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتے کے متعلق ہیں اور امر معلومہ سے مراد یہی امر ہے اور یہ خط مرزا امام دین نے میرے نام بھیجے تھے جو میرا چچازاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔ اس پر مرزا امام دین کو پولیس والوں نے حضور کے مکان کے اندر ہی بلوالیا۔ اور اس سے سوال کیا کہ کیا یہ خط آپ کے لکھے ہوئے ہیں؟ وہ صاف مکر گیا۔ پھر زیادہ زور دینے پر کہنے لگا کہ مجھے ٹھیک معلوم نہیں ہے۔ اس پر مرزا امام دین کا خط پہچاننے کیلئے اس سے ایک سادہ کاغذ پر عبارت لکھوائی گئی تو مبصروں اور کاتبوں نے دونوں تحریروں کو ملا کر یقینی طور پر پولیس افسروں کے اوپر ثابت کر دیا کہ یہ خطوط مرزا امام دین ہی کے لکھے ہوئے ہیں۔ جب مرزا امام دین کو کوئی گنجائش مفر کی نہ رہی اور پولیس افسر نے کسی قدر سختی سے پوچھا تو کہنے لگا شاید میرے ہی ہوں اور بالآخر صاف تسلیم کر لیا کہ میرے ہی ہیں اور امر معلومہ سے وہی مراد ہے جو مرزا غلام احمد صاحب (حضرت مسیح موعودؑ) نے بیان کیا ہے۔ اس واقعہ کے وقت کئی لوگ موجود تھے اس سارے دوران میں مرزا امام دین کے چہرہ پر ایک رنگ آتا اور ایک جاتا تھا اور حاضرین نے اسکی ذلت کو خوب محسوس کیا۔ بعد ازاں پولیس افسر چلے گئے اور تلاشی کا معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے اپنی خانہ تلاشی کا ذکر اشتہار مورخہ 11/اپریل 1897ء میں کیا ہے۔ جہاں لکھا ہے کہ یہ خانہ تلاشی 8/اپریل 1897ء کو ہوئی تھی نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ محمدی بیگم کے جس ماموں کا ذکر سیرۃ المہدی حصہ اوّل کی روایت نمبر 179 میں ہے وہ یہی صاحب مرزا امام دین تھے۔

(464) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پانچ وقت کی نماز اور جمعہ کی نماز تو مولوی عبدالکریم صاحب پڑھاتے تھے۔ مگر عیدین کی نماز ہمیشہ حضرت مولوی نورالدین صاحب پڑھایا کرتے تھے۔ الاّ ماشاء اللہ۔ اور جنازوں کی نماز عموماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود پڑھاتے تھے۔

(465) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لالہ ملاوامل کے متعلق یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ملاوامل تپ کہنہ سے سخت بیمار ہو گیا اور یہ خیال ہو گیا کہ اسے دق ہے۔ جب دواؤں سے فائدہ نہ ہوا تو میں نے اسے چوزہ کی یخنی کچھ عرصہ تک مسلسل استعمال کرنے کیلئے بتائی اس پر پہلے تو اس نے بوجہ گوشت خور نہ ہونے کے اعتراض کیا مگر بالآخر اس نے مان لیا اور کچھ عرصہ تک اس کا استعمال کرتا رہا حتیٰ کہ اس کا بخار بالکل جاتا رہا۔ اس واقعہ کے ایک عرصہ بعد پھر ملاوامل ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا مرزا صاحب مجھے پھر کچھ حرارت محسوس ہونے لگی ہے۔ خوف ہے کہ پھر نہ اسی طرح بیمار ہو جاؤں اور اشارۃً یہ بھی ذکر کیا کہ پہلی دفعہ آپ نے چوزہ کی یخنی بتائی تھی۔ میں نے اس کی نبض دیکھی تو کچھ حرارت وغیرہ معلوم نہ ہوئی۔ اس پر میں نے خیال کیا کہ شائد وہ پھر چوزے کا استعمال کرنا چاہتا ہے۔ مگر خود بخود استعمال کرنے سے حجاب کرتا ہے اور بطور معالج کے میری اجازت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے کہہ دیا کہ ہاں چوزہ کی یخنی بہت مفید ہے ضرور استعمال کرو۔

(466) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھے ایک کاغذ کی تلاش کیلئے اپنے پرانے بستے دیکھنے کیلئے دیئے وہ کاغذ تو نہ ملا لیکن اس بستہ میں مجھے لالہ ملاوامل کے پرانے خطوط دستیاب ہوئے جو اس نے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت صاحب کے نام دینی مسائل کی دریافت کے متعلق لکھے تھے اور ایک جگہ حضرت صاحب کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ الہام ملا۔

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

لیکن تعجب ہے کہ آج کل درثمین میں ''اس کا'' کی بجائے ''جس کا'' چھپا ہوا ہے نیز ایک بستہ میں مجھے ایک پرچہ ملا جس پر حضور کا اپنا دستخطی یہ مضمون لکھا ہوا تھا کہ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ۚ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ (البقرۃ:5) سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل کی گئی ہے اور اس وحی پر جو تجھ سے پہلے نازل ہوئی ہے اور اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ پر نازل ہوگی۔

(467) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمدؐ صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ کیا کبھی حضور کو بھی ریا پیدا ہوتا ہے حضور نے فرمایا اگر آپ چار پایوں کے اندر کھڑے ہوں تو کیا آپ کو ریا پیدا ہو؟ پھر فرمایا کہ ریا تو اپنی جنس میں ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ انبیاء اپنے روحانی کمال کی وجہ سے گویا دوسرے لوگوں کی جنس سے باہر ہوتے ہیں اور دنیا سے کٹ کر ان کا آسمان کے ساتھ پیوند ہو جاتا ہے۔ پس وہ اہل دنیا کے اندر ریا نہیں محسوس کرتے۔

(468) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمدؐ صاحب متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے تحریری طور پر بیان کیا کہ میں نے حافظ حامد علی صاحب مرحوم سے سُنا ہے کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے اگر کبھی کسی مقدمہ میں یا اور کسی طرح کسی حاکم کے سامنے جانا ہو تو جانے سے پہلے سات مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ لینی چاہیے۔ اور سات مرتبہ اپنی انگلی سے اپنی پیشانی پر ''یا عزیز'' لکھ لینا چاہیے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کامیابی دیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے یہ طریق غالباً حالت استغناء عن غیر اللہ اور حالت توکل علی اللہ کے پیدا کرنے کیلئے ہے۔

(469) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمدؐ صاحب فیض اللہ چک والے نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ فرشتوں نے جو آدم کی پیدائش کے وقت کہا تھا۔ اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ (البقرۃ:31) سو حضرت آدمؑ سے تو کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی نظر مستقبل پر جا پڑی ہوگی۔ یعنی ان کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ آئندہ نسل آدم میں ایسے ایسے واقعات ہوں گے۔ اس سے ہمیں بعض اوقات خیال آتا ہے کہ یہ جو ہمارے بعض مخالف کہتے ہیں کہ ان کو ہمارے خلاف الہام ہوا ہے ممکن ہے کہ یہ بھی جھوٹے نہ ہوں اور کسی آئندہ کے زمانہ میں ہمارے سلسلہ میں بعض خرابیاں پیدا ہو جائیں جیسا کہ بعد زمانہ سے ہر امّت میں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مخالفوں کے الہام کا سچا یا جھوٹا ہونا تو الگ سوال ہے۔ لیکن حضرت صاحب کی احتیاط اور حسن ظنی کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ ایک طرف مخالفین ہیں جو ہزار ہا نشانات دیکھ کر اور سینکڑوں دلائل و براہین کا مطالعہ کر کے پھر بھی جھوٹا اور مفتری کہتے چلے جاتے ہیں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ ہیں کہ باوجود اس یقین کامل کے کہ آپ حق پر ہیں اور آپ کے مخالفین سراسر باطل پر ہیں۔ آپ ان کے متعلق حسن ظنی کا دامن نہیں چھوڑتے اور جھوٹا کہنے سے تامل فرماتے ہیں اسی قسم کا منظر آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی میں بھی نظر آتا ہے۔ ابن صیاد جس کے متعلق بعض صحابہ نے یہاں تک یقین کر لیا تھا کہ وہ دجال ہے وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے آتا ہے اور آپ سے پوچھتا ہے کہ کیا آپ مجھے خدا کا رسول نہیں مانتے؟ آپ جواب میں یہ نہیں فرماتے کہ تو جھوٹا ہے بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کے سارے رسولوں کو مانتا ہوں۔ اللہ اللہ۔ اللہ اللہ کیا شان دلربائی ہے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اہم سوالات از صفحہ 14

اب جبکہ مجبوری ہے اور حکومتیں اپنے شہریوں کی بھلائی کیلئے ایسے اقدامات کر رہی ہیں تو جب ہم حکومتی قوانین کے مطابق اس طرح باہم فاصلے کے ساتھ نماز میں کھڑے ہوں گے تو چونکہ ہماری نیت یہ نہیں کہ ہمارے درمیان پھوٹ پڑے یا ہمارے درمیان شیطان اختلاف ڈال دے، بلکہ ہماری تو یہی نیت ہے کہ ہم متحد رہیں اور مل کر اس بیماری کا مقابلہ کریں اور عوام کی بھلائی کیلئے جانے والے ان حکومتی اقدامات میں ان کے ساتھ تعاون کریں تو اس نیت کے ساتھ اضطراری حالت میں نماز باجماعت میں نمازیوں کے درمیان فاصلہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس کا استنباط سفر میں بحالت مجبوری سواری پر نماز پڑھنے سے بھی کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس وقت بھی کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنہ نہیں ملا ہوتا اور بعض اوقات نمازیوں کے درمیان باہم فاصلہ بھی ہوتا ہے۔ پس جس طرح سفر میں مجبوری کی وجہ سے ایسا کرنا آنحضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہے تو اس بیماری کی مجبوری کی حالت میں بھی نمازیوں کے درمیان فاصلہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور جلد ان مشکل حالات کو ساری دنیا سے دور کر دے تا کہ اسکے عبادت گزار بندے پھر پوری شرائط اور احسن انداز میں اپنی عبادتوں کے نذرانے اپنے رب کے حضور پیش کرنے کی توفیق پائیں۔ آمین۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)
(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 19/نومبر 2021)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یقیناً سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ پیارے نہیں ہیں جن کی پوشاکیں عمدہ ہوں اور وہ بڑے دولتمند اور خوش خور ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اور خالص خدا ہی کیلئے ہو جاتے ہیں۔ پس تم اس امر کی طرف توجہ کرو، نہ پہلے امر کی طرف۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 596)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تر یپور، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

میں ان احمدی لڑکیوں کو بھی کہتا ہوں جو کسی قسم کے complex میں مبتلا ہیں کہ اگر دنیا کی باتوں سے گھبرا کر یا فیشن کی رَو میں بہ کر انہوں نے اپنے حجاب اور پردے اتار دیئے تو پھر آپ کی عزتوں کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔ آپ کی عزت دین کی عزت کے ساتھ ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2010ء)

طالبِ دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر ہم حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق جوڑنا چاہتے ہیں تو ہمیں آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ حقیقی متبع بننے کیلئے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ بوڑھوں، عورتوں، نوجوانوں کو اپنے جائزے لینے ہوں گے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2010ء)

طالبِ دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان 2021 از صفحہ 1

انگریزی، تامل اور ملیالم زبان میں کیا گیا۔ ملیالم زبان میں ترجمہ محترمہ جویریہ گوہر شمس صاحبہ صدر لجنہ ضلع کنور و کاسرگوڑ کیرالہ نے کیا اور تامل زبان میں محترمہ نجمہ طارق صاحبہ اور محترمہ شائنہ مبارک صاحبہ نے ترجمہ کیا جبکہ انگریزی میں محترمہ ملیحہ شمیم صاحبہ نے رواں ترجمہ کیا۔

......☆......☆......

مورخہ 22 دسمبر تا 28 دسمبر مسجد اقصیٰ اور مسجد انوار میں اور جلسہ کے تین دن قادیان کی تمام مساجد میں باجماعت نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ تہجد سے قبل شعبہ تربیت کی طرف سے بذریعہ لاؤڈ اسپیکر درود شریف اور پاکیزہ اشعار پڑھ کر نماز تہجد کیلئے احباب کو بیدار کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد تفسیر کبیر سے قرآن مجید کا درس دیا گیا۔ قادیان کے تمام محلہ جات اور جلسہ گاہ میں تربیتی بینرز لگائے گئے۔

......☆......☆......

حکومتی گائڈلائن کے مطابق ایک venue میں 700 کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے مردانہ جلسہ گاہ کے دو الگ الگ پنڈال سات سات سو افراد کیلئے تیار کئے گئے تھے۔ مستورات کیلئے بھی سات سو کے بیٹھنے کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ امسال سب کیلئے کرسیوں پر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مردانہ جلسہ گاہ میں دو اور لجنہ کے جلسہ گاہ میں ایک بڑے سائز کی LED کے ذریعہ جلسہ سننے کا انتظام تھا۔ کووڈ پروٹوکول کی پوری پابندی کی گئی۔ جلسہ گاہ میں 6 فٹ کے فاصلے سے کرسیاں لگائی گئیں۔

......☆......☆......

محکمہ موسمیات کی پیش خبری کے مطابق مورخہ 26 دسمبر 2021 کو بارش تھی۔ پہلے اجلاس کے اختتام سے قبل ہی ہلکی بوندا باندی شروع ہوگئی تھی اور دوسرے اجلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب Live نشر ہونا تھا اس کیلئے بڑی فکر اور پریشانی تھی۔ چنانچہ پہلے اجلاس کی رپورٹ بھجواتے ہوئے موسم کے سازگار رہنے کیلئے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کی دعاؤں سے موسم کو سازگار بنائے رکھا اور بارش نہیں ہوئی جس سے کہ جلسہ گاہ پوری طرح بھرا رہا اور حاضرین نے بڑی توجہ سے حضور انور کا خطاب سنا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

......☆......☆......

جلسہ سالانہ کی مکمل کارروائی لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ دکھائی جاتی رہی جس سے نہ صرف ہندوستان کی جماعتوں نے بھرپور استفادہ کیا بلکہ بیرون ملک بھی جلسہ کا پروگرام دیکھا گیا شعبہ سمعی بصری کے مطابق ایک لاکھ چھ ہزار چھ سو چھیالیس افراد نے جلسہ سالانہ کی کارروائی دیکھی اور سنی۔

......☆......☆......

امسال مہمانوں کی رہائش کیلئے تقریباً 15 قیام گاہیں تیار کی گئیں۔ 34 نظامتوں کے ناظمین، نائب ناظمین و معاونین دن رات خدمت بجالانے میں مصروف رہے۔

......☆......☆......

جلسہ گاہ میں جلسہ کی کارروائی کا 6 زبانوں انگریزی، بنگلہ، کنڑ، ملیالم، تامل، تیلگو میں ترجمہ کیا گیا سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ اور اختتامی خطاب کا رواں ترجمہ کیا گیا۔ لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ نشر ہونے والے پروگرام کا ترجمہ تامل اور ملیالم میں کیا جاتا رہا۔ لجنہ اماء اللہ کے جلسہ کی کارروائی کا ترجمہ بھی پانچ زبانوں میں کیا گیا۔

......☆......☆......

قیام گاہ مستورات کیلئے گیسٹ ہاؤس نمبر 1 اور 2 کو تیار کیا گیا۔ 6 صوبہ جات جموں کشمیر، پنجاب، کیرالہ، کرناٹک، آندھرا پردیش اور ہماچل پردیش کی مہمان مستورات نے اس میں قیام کیا۔ مؤرخہ 21 دسمبر کو معائنہ کارکنان منعقد ہوا جس میں تمام کارکنات نے شرکت کی۔ نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قیام گاہ مستورات کا بھی جائزہ لیا اور ضروری ہدایات سے نوازا۔ شعبہ سیکیورٹی کے تحت گیٹ دار المسیح، گیٹ بہشتی مقبرہ، قیام گاہ مستورات اور جلسہ گاہ مستورات میں لجنہ اماء اللہ بھارت کے تحت سیکیورٹی کی ڈیوٹیاں دی جاتی رہیں۔ نمازوں کے اوقات میں شفٹ وائز مسجد اقصیٰ کی بیسمنٹ میں ممبرات لجنہ اماء اللہ نے ڈیوٹیاں دیں۔ شعبہ طبی امداد کے تحت ہومیو ڈاکٹرز بھی نماز کے اوقات میں ڈیوٹیاں دیتی رہیں۔

......☆......☆......

اس موقع پر ہندوستان بھر کی جماعتوں سے آئے ہوئے مبلغین، امراء کرام اور صدر صاحبان کے ساتھ مکرم ناظر اعلیٰ صاحب و نائب ناظر اعلیٰ صاحب جنوبی ہند نے میٹنگ کی اور انہیں ضروری ہدایات سے نوازا۔ اسی طرح احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آف انڈیا کی بھی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں ہندوستان سے آئے ہوئے ڈاکٹر صاحبان شامل ہوئے۔

......☆......☆......

جلسہ کے موقع پر احباب کرام کی خواہش ہوتی ہے کہ قادیان کی مقدس بستی میں ان کے بچوں کے نکاحوں کے اعلانات ہوں۔ چنانچہ جلسہ کے دوسرے دن بعد نماز مغرب وعشاء مسجد دارالانوار میں نکاحوں کے اعلانات ہوئے۔

......☆......☆......

جلسہ سالانہ قادیان کا ایک اہم شعبہ ''شعبہ خدمت خلق'' بھی ہے، جس کے تحت بنیادی طور پر نظم وضبط اور حفاظتی ڈیوٹیاں دی جاتی ہیں۔ امسال 500 رضا کاران خدام نے اس شعبہ کے تحت ڈیوٹیاں دیں۔ علاوہ ازیں انصار کی ایک ٹیم اور لجنہ اماء اللہ کی ایک ٹیم بھی شعبہ خدمت خلق کے تحت خدمات بجا لا رہی تھی۔ امسال ہر مہمان کا شعبہ خدمت خلق کے تحت covid test کیا گیا اور نیگیٹو رپورٹ آنے پر ہی رجسٹریشن کارڈ ایشو کیا گیا جس کے بعد ہی قیام گاہ میں جانے کی اجازت دی جاتی تھی۔ خدام نے نظم وضبط کی ڈیوٹیاں دیں۔ دار المسیح، بہشتی مقبرہ، جلسہ گاہ، قادیان کی تمام مرکزی مساجد اور جملہ قیامگاہوں اور داخلی راستوں پر خدام کی مستقل ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ اسی طرح القرآن نمائش، النور نمائش، مخزن تصاویر کی جگہوں پر اور اسی طرح دار البیعت لدھیانہ اور مکان چلہ کشی ہوشیارپور کے مقامات پر بھی خدام کو ڈیوٹیوں پر متعین کیا گیا۔ لوسٹ اینڈ فاؤنڈ اور اعلانات کا دفتر بھی قائم کیا گیا۔ فرسٹ ایڈ اور ایمیرجنسی کیلئے 24 گھنٹے ایک Dedicated Team موجود تھی جو مہمانوں کو سہولت اور راحت پہنچانے کا کام کر رہی تھی مساجد، جلسہ گاہ اور قیام گاہوں کی سینیٹائزیشن اور صاف صفائی کیلئے بھی ایک ٹیم خدمت بجا لا رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت ہی خیر وبرکت کا موجب بنائے اور تمام کارکنان کارکنات اور خدمت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4 /نومبر 2021ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ ڈاکٹر قیصر جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب (یو.کے)

یکم نومبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت سید میر احمد حسن صاحب بریلی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جب بھی دہلی تشریف لے جاتے تو ان کو حضورؓ کی خدمت کی سعادت ملتی رہی۔ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصرت جہاں سکیم کے تحت گھانا اور نائیجیریا میں 1974ء سے 1986ء تک احمدیہ ہسپتالوں میں خدمت کا موقع ملا۔ بہت محنت اور خوش اسلوبی سے مریض عورتوں اور بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری کو نبھایا۔ آپ کی یہ خوبی تھی کہ سال شروع ہونے پر اپنے تمام چندے فوری طور پر ادا کر دیتی تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ بے حد عقیدت اور احترام کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 4 بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ شفقت نصیر صاحبہ
بنت مکرم راجہ بشیر الدین احمد صاحب (ربوہ)

30 /اگست 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، مالی تحریکات میں بھرپور حصہ لینے والی اور خلافت کی سچی عاشق تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور زندگی میں ہی حصہ جائیداد اور تمام واجبات ادا کر دیے تھے۔

(2) مکرم فضل محمد امین کپورتھلوی صاحب (کراچی)

9 /اکتوبر 2021ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم باجماعت نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، غریب پرور، نرم مزاج اور ہمدرد انسان تھے۔ گوجرخان میں مختلف تنظیمی اور جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ زرینہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم محمد علی خان صاحب (پشاور)

10 /اکتوبر 2020ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بہت عبادت گزار، صابرہ شاکرہ، ہمدرد دل رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں سات بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم برہان الدین احمد صاحب (کارکن مرزا شریف احمد فاؤنڈیشن، اسلام آباد) کی ساس تھیں۔

(4) مکرمہ امۃ المجید صاحبہ
اہلیہ مکرم عبد العظیم صاحب مرحوم (دارالرحمت شرقی ربوہ)

16 /اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، صابرہ شاکرہ، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ایک نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت سے بے پناہ عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ خطبہ جمعہ اور ایم ٹی اے کے پروگرام باقاعدگی سے سنتی تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم جمیل احمد تبسم صاحب مبلغ سلسلہ آجکل رشیا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرم چودھری عنایت اللہ صاحب (فیصل آباد)

11 /اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم باجماعت نمازوں کے پابند، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے، متوکل علی اللہ، چندوں میں باقاعدہ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(6) مکرم عبد الحئی خان مندرانی صاحب ابن مکرم محمد مسعود خان صاحب (بستی مندرانی ضلع ڈیرہ غازی خان)

22 /اگست 2021ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بستی مندرانی اور تونسہ میں صدر اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والے، دعا گو اور نافع الناس وجود تھے۔ اپنے پرائے میں کبھی تفریق نہیں کی۔ اسی لیے غیر از جماعت بھی آپ کو ایک اچھے انسان کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ خلافت سے دلی وابستگی کا تعلق تھا۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(7) مکرمہ سلمٰی خاتون صاحبہ
اہلیہ مکرم پروفیسر شاہد خلیل صاحب (اسلام آباد)

28 /اگست 2021ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اسلام آباد شفٹ ہونے کے بعد صدر لجنہ مارگلہ ٹاؤن کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا بھی موقع ملا۔ نمازوں کے علاوہ تہجد کی بھی پابند تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت ساتھ تفسیر بھی پڑھتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کا شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(8) مکرمہ لطیفاں بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیع صاحب (کوٹ دیالداس ضلع ننکانہ)

6 /ستمبر 2021ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے کوٹ دیالداس میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ اور تہجد کی پابند، ایک ہمدرد اور نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے انتہائی عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(9) مکرمہ رقیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد گلبرگی صاحب (یادگیر، کرناٹک، انڈیا)

5 /مئی 2021ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ، خلافت کی وفادار، غریب پرور اور خدا کی رضا پر راضی رہنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ظفر احمد صاحب گلبرگی مربی سلسلہ دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆☆

کوڑا اٹھانے پر جنہوں نے اعتراض کیا ہے غلط ہے، مَیں نے خود بھی کئی دفعہ وقار عمل کے تحت کوڑا کرکٹ اٹھایا ہے اور گندی نالیاں صاف کی ہیں، صفائی کرنے اور کوڑا کرکٹ اٹھانے سے ہرگز عزت نہیں جاتی، عزت اللہ تعالیٰ کے حکموں کی خلاف ورزی کرنے سے جاتی ہے

اگر پہلے بتادیں کہ نقد کی صورت میں اس چیز کی اتنی قیمت ہوگی اور اگر وہ اُسی چیز کی قیمت قسطوں میں ادا کریں گے تو انہیں اتنے پیسے زیادہ دینے پڑیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ سود کے زمرے میں نہیں آتا

اگر کسی مومنہ عورت کے بُرے خاوند کی سمجھانے کے باوجود اصلاح نہ ہو رہی ہو اور عورت کو اس سے علیحدگی لینے میں کوئی مجبوری درپیش نہ ہو تو اس مومنہ عورت کو دعا کر کے ایسے بُرے خاوند سے علیحدگی لے لینی چاہئے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 23)

سوال: ایک نوجوان نے احمدیت کے بارے میں نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لباس اور آپ کے زیر استعمال بعض اشیاء کے بارے میں متفرق استفسارات حضور انور کی خدمت اقدس میں تحریر کیے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 23/مارچ 2020ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات ارشاد فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: احادیث میں مختلف صحابہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔

اسی طرح حضرت عمرو بن حریثؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہ بند بھی باندھا کرتے تھے اور سراویل بھی خریدنا آپ کا ثابت ہے جسے ہم پاجامہ یا تنبی کہتے ہیں......علاوہ ازیں ٹوپی۔ کرتہ۔ چادر اور پگڑی بھی آپؐ کی عادت مبارک تھی۔‘‘ (الحکم نمبر 14 جلد 7 مؤرخہ 17/اپریل 1903ء صفحہ 8)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی عاشق، آپ کے کامل متبع اور سچے غلام تھے۔ پس آپؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق پگڑی کا استعمال فرمایا۔

باقی جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پگڑی پہننے کی بجائے بالوں کی Knot بنانے کی بات ہے تو اس بارے میں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعلیٰ درجہ کی اطاعت اور آپؐ سے حد درجہ کی محبت کے نتیجے میں ظلی اور امتی نبی کے مقام پر فائز فرمایا۔ انبیاء خدا تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں جن کا ادب اور احترام ہم پر واجب ہے۔ پس انبیاء کی ذات کے بارے میں اس قسم کے سوال ان کی شان کے خلاف متصور ہوتے ہیں۔

خود بخود چلنے والے پین والی بات غلط ہے۔ نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایسا کوئی پین تھا اور نہ میرے پاس ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کا اپنے پیاروں کے ساتھ ایسا تعلق ہوتا ہے کہ وہ ہر معاملے میں خود ان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہی تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ساتھ ہے۔

جہاں تک احمدیہ کمیونٹی کا تعلق ہے تو یہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کی حقیقی جماعت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے بانئ اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق قائم فرمایا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا کی اصلاح اور بہتری کیلئے پہلے وقتوں میں مختلف علاقوں اور مختلف زمانوں میں انبیاء مبعوث کرتا رہا ہے اور لوگوں کی راہ نمائی کیلئے انہیں تعلیمات سے نوازتا رہا ہے۔ اسی طرح اس نے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا اور قیامت تک قائم رہنے والی دائمی تعلیم قرآن کریم کا آپ پر نزول فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک وقت آئے گا جب امت مسلمہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا اور مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیم سے دور ہو جائیں گے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اس امت پر رحم فرماتے ہوئے اس کی راہنمائی کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی متبعین میں سے آپ کے ایک غلام صادق کو کھڑا کرے گا جو لوگوں کو اُس تعلیم پر قائم کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی تھی اور جس کی تشریح آپؐ نے اپنے اقوال و افعال سے فرمائی تھی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی اس ذمہ داری کو نبھانے میں صرف فرمائی۔ آپ کے وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی پیشگوئی کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت سلسلہ جاری ہوا اور جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کے بابرکت سائے میں اسلام کا پرامن پیغام اور اس کی خوبصورت تعلیم ساری دنیا میں پہنچانے پر کمربستہ ہے۔

پس احمدیہ کمیونٹی کسی انسان کا بنایا ہوا ادارہ نہیں جس کے سادہ ہونے یا نہ ہونے پر بات کی جائے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا ایک پودہ ہے جو اسی کی دی ہوئی تعلیمات انسانوں کی بھلائی کیلئے دنیا میں پھیلانے میں کوشاں ہے۔

بُرائی اور اچھائی کے بارے میں آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ بُرائی اور اچھائی کا معیار کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ ایک بات آپ کے نزدیک بُری ہو لیکن کسی دوسرے کے نزدیک اچھی ہو۔ اور دنیا میں اس کی کئی مثالیں مل سکتی ہیں۔ لیکن مذہب کی دنیا میں جن باتوں کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا وہ اچھائی ہے اور جن باتوں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا وہ بُرائی ہے، جسے اسلامی اصطلاح میں اوامر ونواہی کہا جاتا ہے۔ اور ایک مسلمان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان اوامر ونواہی پر کاربند ہو۔ یعنی جن باتوں کے کرنے کا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول نے حکم دیا ان کو بجا لائے اور جن باتوں سے اللہ اور اسکے رسول نے منع فرمایا ان کو ترک کر دے۔ اسکے اسی قسم کے اعمال کے مطابق اس سے معاملہ کیا جائے گا۔

جہاں تک دوسرے مذاہب کے لوگوں کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان میں سے جس نے بھی کوئی نیک عمل کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ ایک فاحشہ عورت کے پیاسے کتے کو پانی پلانے پر اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم پر مبنی صفات کا بھی مالک ہے اور جب چاہے وہ انہیں استعمال کرنے پر قادر ہے۔

باقی آپ کے کوڑا اٹھانے پر جنہوں نے اعتراض کیا ہے، ان کی بات غلط ہے۔ جماعت احمدیہ میں تو ایسے کام کیلئے وقار عمل کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ یعنی ایسا کام جس کے کرنے سے انسان کا وقار اور عزت بڑھتی ہے۔ اپنے علاقے اور ماحول کو صاف رکھنا تو ایک بہت اچھی عادت ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حکم دیا ہے۔ مَیں نے خود بھی کئی دفعہ وقار عمل کے تحت کوڑا کرکٹ اٹھایا ہے اور گندی نالیاں صاف کی ہیں۔

صفائی کرنے اور کوڑا کرکٹ اٹھانے سے ہرگز عزت نہیں جاتی۔ عزت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اسکے حکموں کی خلاف ورزی کرنے سے عزت جاتی ہے۔ لہٰذا ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ عام ضرورت کی اشیاء کی فروخت کے کاروبار میں اشیاء کی قیمت قسطوں میں ادا کرنے والوں سے عام قیمت سے کچھ زیادہ لینا سود تو نہیں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 30/مارچ 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: آپ اپنے کاروبار میں چیز خریدنے والوں کو اگر پہلے بتادیں کہ نقد کی صورت میں اس چیز کی اتنی قیمت ہوگی اور اگر وہ اُسی چیز کی قیمت قسطوں میں ادا کریں گے تو انہیں اتنے پیسے زیادہ دینے پڑیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ سود کے زمرے میں نہیں آتا کیونکہ اس صورت میں آپ کو قسطوں میں چیزیں خریدنے والوں کا باقاعدہ حساب رکھنا پڑے گا اور ہوسکتا ہے کہ انہیں ان کی قسطوں کی ادائیگی کیلئے یاددہانیاں بھی کروانی پڑیں، جس پر بہرحال آپ کا وقت صرف ہوگا اور دنیاوی کاموں میں وقت کی بھی ایک قیمت ہوتی ہے۔ چنانچہ ملازمت پیشہ لوگ اپنے وقت ہی کی بڑی بڑی تنخواہیں لیتے ہیں۔

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں کسی اخبار میں شائع ہونے والا ایک عورت کا واقعہ کہ اس نے اپنے خاوند کو اس کے شراب کے نشے میں دُھت ہونے کی وجہ سے ہمبستری سے انکار کر دیا، بیان کرکے دریافت کیا ہے کہ اگر میاں بیوی میں سے ایک فریق نشے میں ہو تو کیا باہم محبت کے جذبات قائم رہ سکتے ہیں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 30/مارچ 2020ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: ایسی صورت میں سوال محبت کے جذبات قائم رہنے یا نہ رہنے کا نہیں بلکہ سلیم فطرت کی بات ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرعون کی بیوی کی اس دعا کو ہمارے لیے محفوظ کرکے ہماری راہ نمائی فرمائی ہے کہ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ یعنی اے خدا! تو اپنے پاس ایک گھر جنت میں میرے لیے بھی بنادے اور مجھے فرعون اور اس کی بداعمالیوں سے بچالے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ فرعون کی بیوی فرعون سے علیحدگی لینے میں بہرحال مجبور تھی جو اس نے خدا کے حضور یہ التجا کی۔

پس اس قرآنی تعلیم سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی مومنہ عورت کے بُرے خاوند کی سمجھانے کے باوجود اصلاح نہ ہو رہی ہو اور عورت کو اس سے علیحدگی لینے میں کوئی مجبوری درپیش نہ ہو تو اس مومنہ عورت کو دعا کر کے ایسے بُرے خاوند سے علیحدگی لے لینی چاہیے۔

سوال: محترم امیر صاحب جرمنی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں کورونا وائرس کی وجہ سے پیدا ہونے والے حالات میں نماز باجماعت کیلئے باہم نمازیوں کے درمیان ڈیڑھ میٹر کا فاصلہ رکھنے کے بارے میں راہ نمائی چاہی ہے؟ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 28/اپریل 2020ء میں اس بارے میں درج ذیل ہدایات سے نوازا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کے تحت اسلام کے ہر حکم کی بنا نیت پر ہے۔ پس نماز باجماعت کیلئے جو نمازیوں کو آپس میں کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑے ہونے اور باہم درمیان میں فاصلہ نہ چھوڑنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، اسکی ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر تم ظاہراً اپنے اندر دوری پیدا کرلو گے تو شیطان تمہارے درمیان اپنی جگہ بنا کر تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

آپ سب جو دنیوی کاموں اور کاروباروں کو چھوڑ کر جلسہ میں شامل ہونے لئے جمع ہوئے ہیں یا آن لائن جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں آپ کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ خالص ہو کر اس مقصد کے حصول کیلئے کوشش کرنے والے بن جائیں، نیکیوں میں بڑھنے والے اور تقویٰ کے معیار بلند کرنے والے بن جائیں

ایم.ٹی.اے کے پروگراموں سے خود بھی فائدہ اُٹھائیں اور اپنے بچوں کو بھی اسکی تلقین کریں، میرے خطبات باقاعدگی سے سُنیں اسکے نتیجہ میں آپ کا تعلق خلافت سے بڑھے گا اور خلافت کی برکات سے بھی حصہ پائیں گے

اپنی اولادوں کو بھی خلافت کے ساتھ جوڑیں، اسکی برکات سے آگاہ کریں

جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ منعقدہ 11و12؍ستمبر 2021 کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام آباد (یو.کے)

02-09-2021

پیارے احباب جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ 11 اور 12 ستمبر 2021ء کو اپنا دو روزہ جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور شاملین جلسہ کو اس کی علمی و روحانی برکات سے بے انتہاء فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخشے کیونکہ یہ جلسہ مخصوص حالات میں ہو رہا ہے اور اس میں ایک معین تعداد کو شامل ہونے کی اجازت ہے اس لئے جو جلسہ کے مقام پر نہیں جا سکتے ان کیلئے آن لائن جلسہ سننے کا انتظام ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ آن لائن اس جلسہ میں شامل ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان دُعاؤں کا وارث بنیں جو آپ نے جلسہ سالانہ میں شاملین کیلئے فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے آپ کو اس زمانہ کے امام کو ماننے اور اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے بعد آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ آپ ہمیشہ ان مقاصد کو پیشِ نظر رکھیں جو بیعت اور جلسہ کے انعقاد کے مقاصد ہیں۔ وہ مقاصد کیا ہیں؟ یہی کہ دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ خدا ترسی اور پرہیز گاری پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دِل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسرے کیلئے ایک نمونہ بن جائیں۔‘‘ (روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 394)

پس آپ میں سے وہ سب جو دنیوی کاموں اور کاروباروں کو چھوڑ کر جلسہ میں شامل ہونے لئے جمع ہوئے ہیں یا آن لائن جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں آپ کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ خالص ہو کر اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے بن جائیں۔ نیکیوں میں بڑھنے والے اور تقویٰ کے معیار بلند کرنے والے بن جائیں۔ اپنے نفسوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سعی کرنے والے ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو ان معیاروں کے حصول کی بھی توفیق عطا فرمائے جو آپ اپنی جماعت سے چاہتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ان مقاصد کی توجہ دلاتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ’’بیعت کی حقیقت سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہئے اور اس پر کاربند ہونا چاہئے اور بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دِل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی سے ایک پاک نمونہ پیدا کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 604-605، جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس جلسہ کے دنوں میں آپ علمی اور تربیتی طور پر قرآن، حدیث اور سُنت کی روشنی میں باتیں سنیں گے تو خدا تعالیٰ کی ذات کا اِدراک، اُس سے تعلق جوڑنے کی طرف آپ کی توجہ مبذول ہوگی۔ اس علم کے ساتھ اپنے عمل کو بھی صیقل کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ جو کچھ حاصل کیا، اُس کو سنبھالنے اور اُس سے فیض اُٹھاتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہر عمل میں دوام اور باقاعدگی کی ضرورت ہے۔ ان برکات کو سمیٹنے کیلئے اس جلسہ کو بھی فضل الٰہی سمجھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک بات جو آخر پر کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایم ٹی اے کے پروگراموں سے خود بھی فائدہ اُٹھائیں اور اپنے بچوں کو بھی اسکی تلقین کریں۔ میرے خطبات باقاعدگی سے سُنیں۔ اسکے نتیجہ میں آپ کا تعلق خلافت سے بڑھے گا اور خلافت کی برکات سے بھی حصہ پائیں گے۔ اپنی اولادوں کو بھی خلافت کے ساتھ جوڑیں۔ اس کی برکات سے آگاہ کریں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے مقاصد کو تبھی پورا کرنے والے بنیں گے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء سے وفا اور اخلاص کا تعلق مضبوط کریں گے۔ پھر احیاء اسلام کا کام بھی خلافت احمدیہ کے ساتھ جڑ کر ہی سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 5؍اکتوبر 2021)

۞ خدام کو سیکولر اخبار و رسائل میں اسلامی تعلیمات اور سائنسی اور دیگر علمی تحقیقات کے متعلق مضامین لکھنے کی طرف توجہ دلوائیں ۞ اپنے ملک کے مختلف علاقوں میں عطیہ خون کے رضا کاران کو مزید بڑھانے کی کوشش کریں ۞ ہر ایک جزیرہ میں اپنی مجالس قائم کریں ۞ خدام الاحمدیہ کا ایک رسالہ ہونا چاہئے، کم از کم سال میں چار بار شائع ہو، پس اس کو شروع کریں اور رسالہ کا نام ’’طارق‘‘ رکھیں ۞ اپنے ملک کے مستحقین کی بغیر کسی تفریق مذہب یا فرقے کے مدد کریں بلکہ انڈونیشیا سے باہر افریقن ممالک تک بھی اس کو وسیع کرنے کی کوشش کریں

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زرّیں ہدایات و نصائح

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کو پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مورخہ 18؍اپریل 2021ء بروز ہفتہ آن لائن ملاقات کی توفیق ملی۔

اس ملاقات کیلئے جملہ اراکین نیشنل عاملہ رحمت علی ہال نزد مسجد ہدایت، وسطی جکارتہ میں جمع ہوئے تھے جبکہ حضور انور نے اسلام آباد، یوکے سے ملاقات کی صدارت فرمائی۔ حضور انور نے دعا کے ساتھ اس ملاقات کا آغاز فرمایا۔ اسکے بعد ہر ایک خادم نے اپنا تعارف کرایا اور اپنے شعبہ کی مختصر رپورٹ پیش کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت ہر ایک کو متعلقہ شعبہ کے بارہ میں قیمتی نصائح سے نوازا۔

صدر صاحب ’’مجلس انصار سلطان القلم‘‘ کو مضامین لکھنے کے متعلق حضور انور نے فرمایا: خدام کو سیکولر اخبار و رسائل میں اسلامی تعلیمات اور سائنسی اور دیگر علمی تحقیقات کے متعلق مضامین لکھنے کی طرف توجہ دلوائیں۔ اس ذریعہ سے آپ جماعت احمدیہ مسلمہ کا دوسرے لوگوں کو تعارف کروا سکتے ہیں۔

پھر شعبہ خدمت خلق کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ اپنے ملک کے مختلف علاقوں میں عطیہ خون کے رضا کاران کو مزید بڑھانے کی کوشش کریں۔

ایسے خدام کی کافی تعداد ہے جو اچھا کاروبار، اچھی ٹریننگ اور روزگار رکھتے ہیں۔ تو ان سے بھی کچھ رقم جمع کروا دیں اور اپنے ملک کے مستحقین کی بغیر کسی تفریق مذہب یا فرقے کے مدد کریں بلکہ انڈونیشیا سے باہر افریقن ممالک تک بھی اس کو وسیع کرنے کی کوشش کریں۔

پھر مہتمم صاحب شعبہ اطفال سے گفتگو فرماتے ہوئے حضور انور نے انڈونیشیا بھر کی مجالس کی تعداد کے متعلق استفسار فرمایا جس پر مہتمم صاحب نے عرض کی کہ انڈونیشیا کی ہر سٹیٹ میں مجالس قائم ہیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کل انڈونیشیا کیلئے یہ ٹارگٹ عطا فرمایا کہ آپ کو ہر ایک جزیرہ میں اپنی مجالس قائم کرنی چاہئیں۔ آپ شعبہ تبلیغ کو مزید تبلیغ کرنے کیلئے کہہ دیں اور ہر ایک جزیرہ تک پہنچیں۔

شعبہ اشاعت کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: خدام الاحمدیہ کا ایک رسالہ ہونا چاہیے۔ طباعت ہو یا آن لائن کی شکل میں ہو۔ کم از کم سال میں چار بار شائع ہو اور یہ ہر ایک خادم تک پہنچنا چاہیے تاکہ ان کو بھی خدام الاحمدیہ کے متعلق معلومات حاصل ہوں نیز ان کو ان کے کاموں اور ذمہ داریوں سے بھی آگاہی حاصل ہو۔ یہ ان کیلئے ازدیاد علم کا باعث بنے گا۔ پس اس کو شروع کریں اور رسالہ کا نام ’طارق‘ رکھیں۔

یہ ملاقات ایک گھنٹہ پندرہ منٹ تک جاری رہی۔

ملاقات کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو بھی میں نے بتایا ہے وہ آپ کیلئے کافی ہے۔ اس پر توجہ سے عمل درآمد کریں۔

اسکے بعد صدر خدام الاحمدیہ انڈونیشیا محترم مبارک احمد کامل صاحب نے حضور انور کی خدمت میں خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کیلئے دعا کی درخواست کی۔ نیز یہ بھی بتایا کہ انڈونیشیا کے خدام حضور انور ایدہ اللہ کے انڈونیشیا میں تشریف لانے کے منتظر ہیں جس پر حضور انور نے فرمایا: اچھا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے۔

علاوہ ازیں آخر پر سلام سے پہلے حضور انور نے مترجم محترم حفظ الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ کی انگریزی کی تعریف فرمائی نیز ان کو انگریزی کی طرح اردو زبان بھی بہتر کرنے کی تلقین فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات کے مطابق خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ: فضل عمر فاروق، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل انڈونیشیا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 30؍اپریل 2021)

......☆......☆......☆......

قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

(قرآن مجید کی 26 آیات پر اعتراضات کے جوابات)

محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ شمالی ہند قادیان

(قسط:12)

اعتراض آیت نمبر:2(q)

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰٮةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

(سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 111)

ترجمہ: یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تا کہ اس کے بدلہ میں اُنہیں جنت ملے۔ وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اُسکے ذمہ یہ پختہ وعدہ ہے جو تورات اور انجیل اور قرآن میں (بیان) ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ پس تم اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

وضاحت: اسلامی عقیدے کے مطابق انسان کو یہ زندگی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا کی ہے۔ اور مال بھی اسکے فضل سے ملتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے بنی نوع انسان کیلئے دین اسلام پسند کیا ہے پس جسکی سمجھ میں آئے وہ اسے قبول کر لے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے اور سخت آزمائشوں میں بھی اسکے پائے ثبات میں لغزش نہیں آنی چاہئے اور ہر حال میں اپنے دین پر قائم و دائم رہے اور اسی اصول کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب جنگ کی حالت تم پر مسلط کر دی جائے تو تم پوری طاقت کے ساتھ اپنا دفاع کرو اور دشمن کا مقابلہ کرو اور اس کیلئے اگر آپ کو اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو وہ بھی دو اور مال بھی قربان کرنا پڑے تو وہ بھی دو اور سمجھ لو کہ یہ سب عارضی چیزیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعہ یہ سمجھایا کہ جیسے تم کسی تاجر سے اشیاء خریدتے ہو اور اُن اشیاء کے بدلے میں تم اسے اپنے مال میں سے قیمت ادا کرتے ہو پس جب تم اپنے دین کے دفاع اور اس کی حفاظت اور اس پر ثابت قدم رہنے کیلئے اپنی جانیں اور مال قربان کرو گے تو یقین کر لو کہ تم اپنی جان اور مال اللہ کو فروخت کر رہے ہو گے اور اللہ تمہیں اس کی قیمت اگلے جہان میں ادا کرے گا۔ اس مثال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ جان و مال عطاء کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور قربانی دینے والا اسکی جزاء اللہ تعالیٰ سے ہی پائے گا اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ وعدہ تورات اور انجیل میں بھی موجود ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت بھی دی اور یقین بھی دلایا کہ اے مومنو اپنے اس سودے پر کسی قسم کا افسوس نہ کرو بلکہ خوش ہو جاؤ یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہاں ان جنگوں کا ذکر ہے جو ابتدائے اسلام میں لڑی جاتی تھیں اور صحابہ کرام اس میں بے دریغ اپنی جانیں اور مال قربان کرتے تھے اور تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو انکو دینے کا وعدہ کیا ہے وہ تو دے گا ہی مگر اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انکی اولادوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازا۔

اس وضاحت سے اس آیت پر کسی قسم کا کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

اعتراض آیت نمبر:2(r)

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَاۤ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ (سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 58)

ترجمہ: اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو تجھ پر صدقات کے بارہ میں الزام لگاتے ہیں۔ اگر ان (صدقات) میں سے کچھ انہیں دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر اُنہیں ان میں سے نہ دیا جائے تو وہ فوراً ناراض ہو جاتے ہیں۔

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات میں تین گروہوں کا ذکر کیا ہے۔ پہلا گروہ وہ ہے جو حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آیا اور خلوص نیت کے ساتھ آپکی اطاعت کی۔ دوسرا گروہ وہ ہے جنہوں نے آپ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ تیسرا وہ گروہ تھا جو بظاہر تو مسلمان ہو گیا لیکن باطنی طور پر وہ انکاری ہی رہا۔ نہ صرف انکاری بلکہ آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ سازشیں کرتا رہا اور نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔ آنحضرت ﷺ پر اور ازواج مطہرات پر طرح طرح کے الزام اور اعتراض کرتا تھا اور سادہ لوح مسلمانوں کو دین اسلام سے بدظن کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ انہیں اعتراضات میں سے ایک یہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے پاس جو صدقات جمع ہوتے ہیں وہ آپ ﷺ مستحقین کو نہیں دیتے بلکہ اس کی تقسیم میں اپنے اقرباء اور احباء کو زیادہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس الزام کی تردید کی اور حضور ﷺ کو ان الزمات کی طرف التفات نہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ نیز منافقین کی یہ کیفیت بھی بتائی کہ اگر اُنکو ان صدقات میں سے کچھ دیا جاتا ہے تو وہ راضی اور خوش ہو جاتے ہیں اور جب اُنکی مرضی اور اُمید کے مطابق انکی امداد نہیں ہوتی تو وہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد ﷺ کے خلفاء کو یہ تاکید کی کہ اس قسم کے الزامات منافقین کی طرف سے اُن پر اور مومنوں کی جماعت پر آئندہ بھی ہوتے چلے جائیں گے۔ لیکن تم نے عدل وانصاف کے ساتھ اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق صدقات کو مستحقین میں تقسیم کرنا ہے اور الزام لگانے والوں کے الزامات کی قطعاً پرواہ نہیں کرنی یہ ایک اصولی تعلیم تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ اور مسلمانوں کو دی تھی۔

اعتراض آیت نمبر:2(t)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ○

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 52)

ترجمہ: اے وے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ پکڑو۔ وہ (آپس ہی میں) ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم میں سے جو اُن سے دوستی کرے گا وہ اُنہی کا ہو رہے گا۔ یقیناً اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

وضاحت: ہر مذہب میں تمام افراد ایک جیسے نہیں ہوتے کچھ باوجود اختلاف مذہب کے اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے مخالفانہ روش کی وجہ سے مسلمانوں کے تئیں بغض وعداوت رکھتے ہیں وہ ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں بایں وجہ قرآن مجید نے ایسے نقصان پہنچانے والے یہود و نصاریٰ سے دوری بنائے رکھنے اور دوستی نہ کرنے کی تعلیم دی ہے البتہ یہود و نصاریٰ میں سے جو شریف الطبع ہیں اور اُن سے کسی قسم کی سازش اور نقصان کا خطرہ نہیں اُنکو دوست بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ مصائب اور مخالفت کے دنوں میں حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو حبشہ کے عیسائی بادشاہ اصحمہ نجاشی کے پاس چلے جانے کا حکم دیا حالانکہ وہ عیسائی تھا لیکن اپنے حسن سلوک کی وجہ سے وہ معروف ومشہور تھا اور بالفعل اختلاف عقیدہ کے باوجود اُس نے مسلمانوں کو اپنے ملک میں نہ صرف پناہ دی بلکہ انکو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں بھی مدد دی۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد مورخہ 24 ذی الحجہ بمطابق 21 رمضان 632ء کو مدینہ آیا حضور ﷺ نے اُن کا اکرام و احترام فرمایا اور اُنکو مسجد نبوی ﷺ میں بٹھا کر تبلیغی بات چیت کی اور جب اُنکی عبادت کا وقت آیا تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا انہیں اسی مسجد میں عبادت کرنے دو چنانچہ انہوں نے مشرق کی طرف رُخ کر کے اپنی عبادت کی۔

(بحوالہ ابن سعد، ذکر وفادات العرب وفد نجران)

پس ان دو واقعات سے معلوم ہوا کہ جن یہود اور نصاریٰ سے دوستی نہ رکھنے کی تعلیم دی جا رہی ہے وہ وہی ہیں جو اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے تھے اور نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ اسکے علاوہ باقی یہود ونصاریٰ سے تعلقات رکھنے میں کوئی امر مانع نہیں۔

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11/دسمبر 2021 بروز ہفتہ بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ، یو.کے) میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

(1) عزیزہ غنی اللیل بنت مکرم خالد اللیل صاحب (دمشق، شام) ہمراہ عزیزم ظافر احمد (مربی سلسلہ، جرمنی) ابن مکرم طاہر احمد صاحب (مربی سلسلہ وسیکرٹری تربیت جرمنی)

(2) عزیزہ حمیرا ھما عمر (واقفہ نو) بنت مکرم ڈاکٹر فضل عمر صاحب (ہارٹلے پول، یو.کے) ہمراہ عزیزم سلمان احمد مصطفیٰ (واقف نو، لندن)

(3) عزیزہ دانیہ احمد (واقفہ نو) بنت مکرم بختیار احمد صاحب (لندن) ہمراہ عزیزم فراز رفیع ابن مکرم رفیع احمد صاحب (لندن)

(4) عزیزہ ساریہ فضیلت (واقفہ نو) بنت مکرم طاہر احمد صاحب (لندن) ہمراہ عزیزم دانیال احمد (رضاکار، ایم ٹی اے) ابن مکرم محمد احمد صاحب (آلڈرشاٹ، یوکے)

(5) عزیزہ نبیلہ احمد بنت مکرم محمد صاحب (آلڈرشاٹ، یوکے) ہمراہ عزیزم حماد احمد ملک (واقف نو) ابن مکرم منیر احمد ملک صاحب (آلڈرشاٹ، یوکے)

(6) عزیزہ نادیہ کوثر احمد بنت مکرم کوثر احمد صاحب (کینیڈا) ہمراہ عزیزم متوسم سبحان سندھو ابن مکرم چوہدری محمد اعجاز احمد سندھو صاحب (امریکہ)

(7) عزیزہ کومل ہادی بنت مکرم عبد الہادی شہزاد صاحب (لندن) ہمراہ عزیزم باسم الزمان ابن مکرم قمر الزمان صاحب (بورڈن، یوکے)

......☆......☆......☆......

نمود و نمائش کیلئے حق مہر باندھنا غلط ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تراضی طرفین سے جو ہو اُس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اس سے مراد اُس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور محض نمود کیلئے لاکھ لاکھ روپۓ کا مہر ہوتا ہے۔ صرف ڈراوے کیلئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 284)

(شعبہ رشتہ ناطہ، نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

وہ لوگ خلیفۂ وقت کی بات کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے عَمرِو بنِ مَعدِی کَرِب کو تین ہزار سپاہیوں کا قائم مقام بنا کر بھیجا
تو سپاہیوں نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ اکیلا آدمی کس طرح تین ہزار کا مقابلہ کرسکتا ہے بلکہ اسے تین ہزار کے برابر ہی سمجھا اور بڑی شان وشوکت سے اس کا استقبال کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور آپؐ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 1 اکتوبر 2021 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال شام کی لڑائی میں جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت عمرؓ کو مزید فوج بھیجنے کیلئے لکھا تو اس وقت کیا حالات تھے اور حضرت عمرؓ نے کیا اقدامات کئے اور حضرت ابوعبیدہؓ کو کیا جواب لکھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے جائزہ لیا تو آپؓ کو نئی فوج کا بھرتی کرنا ناممکن معلوم ہوا کیونکہ عرب کے اِردگرد کے قبائل کے نوجوان یا تو مارے گئے تھے یا سب کے سب پہلے ہی فوج میں شامل تھے۔ آپؓ نے مشورہ کیلئے ایک جلسہ کیا اور اس میں مختلف قبائل کے لوگوں کو بلایا اور ان کے سامنے یہ معاملہ رکھا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک قبیلہ ایسا ہے جس میں کچھ آدمی مل سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک افسر کو حکم دیا کہ وہ فوراً اس قبیلہ میں سے نوجوان جمع کریں اور حضرت ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ چھ ہزار سپاہی تمہاری مدد کے لئے بھیج رہا ہوں جو چند دنوں تک تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ تین ہزار آدمی تو فلاں فلاں قبائل میں سے تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور باقی تین ہزار کے برابر عمرو بن معدی کَرِب کو بھیج رہا ہوں۔

سوال عمرو بن معدی کَرِب کو تین ہزار کے برابر قرار دینے پر حضرت مصلح موعودؓ نے کیا تبصرہ فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ہمارے ایک نوجوان کو اگر تین ہزار آدمی کے مقابلہ میں بھیجا جائے تو وہ کہے گا کہ کیسی خلافِ عقل بات ہے۔ کیا خلیفہ کی عقل ماری گئی ہے۔ وہ لوگ خلیفۂ وقت کی بات کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے عَمرِو بنِ مَعدِی کَرِب کو تین ہزار سپاہیوں کا قائم مقام بنا کر بھیجا تو سپاہیوں نے یہ اعتراض نہیں کیا کہ اکیلا آدمی کس طرح تین ہزار کا مقابلہ کرسکتا ہے بلکہ اسے تین ہزار کے برابر ہی سمجھا اور بڑی شان وشوکت سے اس کا استقبال کیا۔

سوال مصر کا شہر فَرَما کس طرح فتح ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رومی قلع بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ کئی مہینے جاری رہا۔ کبھی کبھی رومی فوج باہر آتی اور دو چار جھڑپیں کر کے پیچھے ہٹ جاتی۔ ایک دن رومی افواج کی ایک جماعت مسلمانوں سے لڑنے نکلی اور ہزیمت کھا کر بستی کی طرف بھاگی مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا اور دوڑنے میں کافی تیز روی کا ثبوت دیا اور کچھ لوگوں نے رومیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں پہنچ کر فصیل کا دروازہ کھول دیا اور فتح کا رستہ صاف کر دیا۔

سوال فَرَما کے بعد بِلبیس کی فتح کیسے ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: فَرَما کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ نے بِلبِیس کا رخ کیا تو رومی فوج نے آپؓ کا راستہ روک لیا تا کہ مسلمان بَابِلیُون کے قلعہ تک نہ پہنچ سکیں۔ رومی فوج یہیں لڑنا چاہتی تھی لیکن حضرت عمرو بن عاصؓ نے ان سے کہا تم اس وقت تک جلدی نہ کرو جب تک ہم اپنی بات تمہارے سامنے رکھ نہ دیں۔ حضرت عمروؓ نے ان کے سامنے اسلام لانے یا جزیہ دینے کی تجویز رکھی اور ساتھ اہلِ مصر کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی پیش کیا کہ تم مصر کو فتح کرو گے۔ پس جب تم اسے فتح کر چکو تو اسکے رہنے والوں سے احسان کا سلوک کرنا۔ مَقُوقَس شاہ روم کی طرف سے مصر کے حاکم اَرطَبُون نے یہ تجویز ماننے سے انکار کر دیا اور جنگ کا پختہ ارادہ کرکے راتوں رات اس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اَرطَبُون کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ رومیوں کے ایک ہزار سپاہی قتل اور تین ہزار سپاہی گرفتار ہوئے اور اَرطَبُون میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

سوال فتح بلبیس کے دوران مسلمانوں کی اخلاقی برتری کا کیا واقعہ حضور انور نے بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس جنگی کشمکش کے دوران ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو مسلمانوں کی دانش مندی اور اخلاقی برتری کی دلیل ہے۔ مَقُوقَس کی لڑکی گرفتار ہوئی جس کا نام اَرمَانُوسہ تھا۔ اس کا باپ قُسطَنطِین بن ہِرَقل سے اسکی شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس شادی پر راضی نہیں تھی۔ اس لیے وہ اپنی خادمہ کے ساتھ سیر وتفریح کیلئے بِلبِیس آئی ہوئی تھی۔ حضرت عمرو بن عاص نے اس حوالے سے کہ مَقُوقَس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احسان کا سلوک کیا تھا، مَقُوقَس کی بیٹی اَرمَانُوسہ کو اسکے تمام جواہرات، دیگر خواتین اور خدمت گزاروں کے ساتھ نہایت عزت واحترام سے اسکے باپ کے پاس بھیج دیا۔ واپس ہوتے ہوئے اسکی خادمہ نے اَرمَانُوسہ سے کہا ہم ہر طرف سے عربوں کے گھیرے میں ہیں۔ اَرمَانُوسہ نے کہا میں عربی خیمے میں جان اور عزت کو محفوظ سمجھتی ہوں لیکن اپنے باپ کے قلعہ میں نہیں۔

سوال اُمّ دُنَین کی فتح کس طرح ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بِلبِیس کی فتح کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ صحرا کی سرحد پر پیش قدمی کرتے ہوئے اُمِ دُنَین کی بستی کے قریب جا پہنچے۔ رومی خوب اچھی طرح قلع بند ہوکر جنگ کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ عمرو بن عاص کی درخواست پر حضرت عمرؓ نے اسلامی لشکر کی مدد کیلئے چار ہزار سپاہی بھیجے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے حکمت عملی سے اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اور ایسی جنگی چال لی کہ رومی فوج مسلمانوں کی تینوں فوجوں کے درمیان پھنس گئی اور دشمن کو شکست ہوئی۔

سوال عین الشّمس اتریب اور منوف کی فتح کس طرح ہوئی؟

جواب حضور نے فرمایا: پھر عَینُ الشَّمسِ میں مسلمانوں کا رومیوں سے مقابلہ ہوا۔ اس سے قبل آٹھ ہزار مجاہدین کا لشکر بطور کمک حضرت عمرو بن عاصؓ سے آملا جس کی کمان حضرت زبیر بن عوامؓ کے ہاتھ میں تھی اور اس میں حضرت عُبادہ بن صامتؓ، حضرت مِقداد بن اسوؓد اور مَسلَمہ بن مُخلَّد وغیرہ بھی تھے۔ اس جنگ میں بھی مسلمانوں نے فتح حاصل کی۔ اسکے بعد فَیُّوم کے پورے صوبہ پر مسلمانوں نے فتح حاصل کی۔ مسلمانوں کی فوج کے ایک حصہ نے صوبہ مَنُوفِیَہ کے دو شہروں اِثرِیب اور مَنُوف پر فتح پائی۔

سوال قلع بابلیون کس طرح ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: معرکہ قلعہ بَابِلیُون یا فُسطَاط کی فتح کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن عاصؓ اُمِ دُنَین کی فتح کے بعد قلعہ بَابِلیُون کی طرف بڑھے اور اس کا زبردست محاصرہ کیا۔ اسکندریہ کے بعد یہ بہت مضبوط قلعہ تھا اور پکی اینٹوں سے بنایا ہوا تھا اور چاروں طرف سے دریائے نیل کے پانیوں سے گھرا ہوا تھا۔ عرب اس مضبوط قلعہ پر حملہ کرنے کیلئے ضروری آلات سے لیس نہ تھے۔ یہ محاصرہ مسلسل سات ماہ تک جاری رہا اور فتح وشکست کا فیصلہ نہ ہوا۔ اس دوران رومی فوج کبھی کبھی قلعہ سے باہر آ کر جنگ بھی کرتی لیکن پھر واپس چلی جاتی۔ جب قلعہ بَابِلیُون کی فتح میں زیادہ تاخیر نظر آئی تو حضرت زبیر بن عوامؓ کہنے لگے کہ اب میں اپنی جان اللہ کے رستہ میں ہبہ کرنے جا رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی سے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا۔ یہ کہہ کر ننگی تلوار لی اور سیڑھی لگا کر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ چند اَور صحابہ نے بھی آپ کا ساتھ دیا۔ فصیل پر چڑھ کر سب نے ایک نعرہ لگایا اور ساتھ ہی تمام فوج نے بھی نعرہ لگایا جس سے قلعہ کی زمین دہل گئی۔ عیسائی سمجھ گئے کہ مسلمان قلعہ کے اندر گھس آئے ہیں وہ بدحواس ہوکر بھاگے اور حضرت زبیرؓ نے فصیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور تمام فوج اندر آ گئی اور لڑتے لڑتے قلعہ کو فتح کرلیا۔

سوال بابلیون کے بعد مسلمانوں نے اَور کون سے علاقے فتح کئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قلعہ بَابِلیُون کی فتح کے بعد اسلامی فوج نے مصر میں مختلف علاقوں اور قلعوں پر فتوحات حاصل کیں جن میں سب سے نمایاں طَرنُوط، نَقیُوس، سُلطَیس، کِریُون وغیرہ ہیں۔

سوال اسکندریہ کی فتح کس طرح ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: فُسطاط کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے اسکندریہ کی فتح کی بھی اجازت دے دی۔ اسکندریہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس وقت مسلمانوں نے اسکندریہ کو فتح کیا اس وقت اس شہر کو دارالحکومت کی حیثیت حاصل تھی۔ اسکندریہ میں ہرقل نے مسلمانوں سے لڑنے کیلئے بنفس نفیس تیاری کی تھی لیکن تیاری کے دوران مر گیا اور اس کا بیٹا قسطنطین بادشاہ بنا۔ اسکندریہ اپنی فصیلوں کی استواری، ضخامت، محل وقوع اور محافظوں کی کثرت کی وجہ سے دفاعی اعتبار سے اپنا ایک منفرد مقام رکھتا تھا۔ اسکندریہ کا محاصرہ نو ماہ تک جاری رہا۔ حضرت عمرؓ کو تشویش ہوئی اور حضرت عمرؓ نے خط لکھا کہ شاید تم لوگ وہاں رہ کر عیش پرست ہو گئے ہو ورنہ فتح میں اس قدر دیر نہ ہوتی۔ اس پیغام کے ساتھ مسلمانوں میں جہاد کی تقریر کرو اور حملہ کرو۔ حضرت عمرؓ کا یہ خط سنانے کے بعد حضرتِ عمرو بن عاصؓ نے حضرت عُبادہ بن صامِتؓ کو بلایا اور عَلَم ان کے سپرد کیا۔ مسلمانوں نے نہایت شدید حملہ کیا اور شہر فتح کر لیا۔ اسکندریہ کی فتح کے ساتھ سارا مصر فتح ہوگیا۔

......☆......☆......☆......

آہستہ آہستہ نیکیوں میں آگے بڑھتے رہیں، اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ تم نے ایک ہی چھلانگ میں تمام نیکیاں حاصل کر لینی ہیں
تمام نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کر لینے ہیں، وہ کہتا ہے کہ تمہاری کامیابی اس میں ہے کہ تسلسل کے ساتھ نیکیوں میں قدم بڑھاتے رہو،
برائیوں کو پیچھے چھوڑتے جاؤ، اپنے سے زیادہ نیک عمل کرنے والے کی طرف دیکھو، مستقل مزاجی شرط ہے، ایک تسلسل سے کام کرنا ہوگا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10 رستمبر 2004 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ کے شروع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کس آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ البقرہ آیت 149 کی تلاوت فرمائی اور ترجمہ پیش کیا۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ ترجمہ:: اور ہر ایک کیلئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ، تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر ایک چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

سوال اس آیت کی حضور انور نے کیا تشریح فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ نیکیوں پر قائم ہو اور نہ صرف نیکیوں پر قائم ہو بلکہ ان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش بھی کرے۔ فرمایا: آپ کیلئے اگر کامیابی کی کوئی راہ ہے اور آپ اگر اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر صرف اور صرف یہی راستہ ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھیں۔

سوال اللہ تعالیٰ کا ہم سے کیا وعدہ ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دنیا میں مختلف تنظیمیں بنتی ہیں، ایسوسی ایشنیں بنتی ہیں ان کا کوئی نہ کوئی مطمح نظر ہوتا ہے، کوئی ماٹو ہوتا ہے لیکن ان سب کا جو مقصد ہے وہ دنیا داری ہے کیونکہ کسی کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں ہے کہ یہ مقاصد حاصل کرنے کے بعد تمہارا انجام بخیر ہو گا۔ لیکن ہمارے سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر تم اسلام پر اسی طرح عمل کر رہے ہو جس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور اس کی وضاحت اور تشریح زمانے کے امام نے کی ہے تو نہ صرف یہ نیکیاں قائم کرکے تم دنیا میں بہترین مخلوق ہو بلکہ اگلے جہان میں بھی اللہ کی رضا حاصل کرنے والے ہو، فلاح پانے والے ہو۔

سوال یو.این.او کے کردار کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یو این او اب چند قوموں کے ہاتھوں میں ہے۔ اب پھر حالات اسی نہج پر چل رہے ہیں، غریب ملکوں کو ایک طرح سے یرغمال بنا کر ان پر ظلم کئے جا رہے ہیں۔ ان کے وسائل کو اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی من مانی شرطیں منوائی جاتی ہیں۔ اپنے مفاد حاصل کرنے کیلئے ان کو نام نہاد امداد دی جاتی ہے۔ پھر ان کے وسائل کو اپنے ملکوں کی ترقی کیلئے خرچ کیا جاتا ہے اور غریب ملکوں کے عوام غربت اور فاقے کی زندگی بسر کر رہے ہوتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم دنیا میں امن قائم کر رہے ہیں اور نیکی پھیلا رہے ہیں، غریب انسانیت کی خدمت

کرر ہے ہیں، یہ سب جھوٹے دعوے اور ڈھکونسلے ہیں۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان ممالک کی حالت کا کیا نقشہ کھینچا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مسلمان ممالک باوجود اس کے کہ بعض کے پاس وسائل بھی ہیں، نیکیاں نہیں کر سک رہے۔ اپنی امارت سے غریب بھائیوں کی، غریب ملکوں کی مدد کرنے کی بجائے خود اپنے نفس کی ہوس میں مبتلا ہیں۔ اور جتنے پیسے والے مسلمان ممالک ہیں ان کو دیکھ لیں یہ سوائے اپنی دولت اکٹھی کرنے کے اور کچھ نہیں کرتا۔ نہ حقوق اللہ کی فکر ہے، نہ حقوق العباد کی فکر ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی اسلام کی خدمت کا دعویدار ہے بھی تو وہ صرف یہ سمجھتا ہے کہ تشدد سے ہی اسلام کا غلبہ ہوگا۔ اور صرف تشدد پسندی توپ، بندوق کے گولے کے علاوہ بات نہیں کرتا۔ اور یہ لوگ اسلام کے حسن کو دکھانے کی بجائے اس کی نہایت بھیانک شکل پیش کرنے والے ہیں۔

سوال نماز باجماعت کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مردوں کیلئے نمازوں کا یہ حق ہے کہ پانچ وقت مسجد میں جاکے باجماعت ادا کی جائیں۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں یہ ادا کرنی مشکل ہیں، ہر جگہ مسجد نہیں ہوتی۔ مسجد نہیں ہوتی تو کوئی نہ کوئی جگہ تو ہوتی ہے۔ مسلمان کیلئے تو ساری زمین ہی مسجد بنائی گئی ہے۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ نمازیں وقت پہ اور باجماعت ادا کرو گے تو پھر تم پر رحم کیا جائے گا ورنہ نہ تم رحم کی توقع رکھو اور نہ ہی تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ ہم نیکیوں پر قائم ہیں۔

سوال صحابہؓ کس جوش اور تڑپ کے ساتھ نیکیوں میں آگے بڑھتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: صحابہ ایک تڑپ کے ساتھ صحابہ نیکیوں میں بڑھنے کیلئے نیکی کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ان میں بڑے بڑے کاروباری بھی تھے، بڑے پیسے والے بھی تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم کہ 'نیکیوں میں سبقت لے جاؤ' اس حکم پر اس طرح ٹوٹ کر عمل کرتے تھے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نیکیوں کی کس طرح قدر کی ہے اور انفرادی اور جماعتی دونوں طرح سے انہیں خوب نوازا۔ تو جیسا کہ اس حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے تحت صحابہؓ امیر ہوں یا غریب نماز، روزہ، جہاد، صدقات ہر ایک نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔

سوال حقوق العباد کی ادائیگی ہم کس رنگ میں کر سکتے ہیں اس کے متعلق حضور انور نے ہمیں کیا سمجھایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ حقوق العباد کیا ہیں؟ اپنے رشتہ داروں سے، عزیزوں سے حسن سلوک کرنا۔ پھر ان میں سب سے پہلے اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنا، بیویوں کو خاوند کے حقوق ادا کرنا، میاں بیوی کو ایک دوسرے کے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا، غرباء کی دیکھ بھال کرنا، جماعت میں بھی اس کا ایک وسیع نظام موجود ہے۔ اس کے تحت مالی قربانی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے وسیع پیمانے پر غرباء اور بیوگان کی مدد کی جاتی ہے، یتامیٰ کی مدد کی جاتی ہے اس میں حصہ لیں۔ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا۔

سوال فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ کی حضرت مصلح موعود نے کیا تشریح فرمائی؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ دوسرے مذاہب صرف نیکی کی طرف بلاتے ہیں مگر اسلام استباق کی طرف بلاتا ہے اول تو نیکی اختیار کرو اور پھر نیکیوں میں استباق کرو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ چونکہ ہر ایک کو کیونکہ نیکیوں میں آگے بڑھنے کا حکم ہے اس طرح نیکیاں کرنے کی ایک دوڑ ہوگی۔ حضور انور نے فرمایا: پس ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تعلیم کے مطابق نیکیوں میں آگے بڑھے اور اس بڑھنے کی طرف کوشش کریں، توجہ دیں۔ اور اپنی پوری استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ نیکیاں کرنے کی طرف توجہ دیں۔

سوال نیکیوں کے حصول کیلئے حضور انور نے کیا گُر بتائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ آہستہ آہستہ نیکیوں میں آگے بڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک کی صلاحیتوں اور استعدادوں کا بھی علم ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ تم نے ایک ہی چھلانگ میں تمام نیکیاں حاصل کر لینی ہیں، تمام نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کر لینے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ تمہاری کامیابی اس میں ہے کہ تسلسل کے ساتھ نیکیوں میں قدم بڑھاتے رہو۔ تمہارے قدم رکیں نہیں۔ برائیوں کو پیچھے چھوڑتے جاؤ اور نیکیوں میں بڑھتے جاؤ۔ اور پھر ہر ایک اپنے سے زیادہ نیکی کی طرف، نیک عمل کرنے والے کی طرف دیکھے۔ یہی حکم ہے اور اس سے نیکیوں میں مسابقت کی روح پیدا ہوتی ہے۔ مستقل مزاجی شرط ہے۔ ایک تسلسل سے کام کرنا ہوگا۔

سوال بہترین نیکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس کو قرار دی؟

جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین نیکی وہ ہے جس پر انسان استقلال کے ساتھ قائم رہے۔ حضور انور نے فرمایا: تو نیکی یہ نہیں ہے کہ کچھ وقت کیلئے کی اور بے انتہا کی اور چھوڑ دی۔ بلکہ مستقل مزاجی سے کی جائے، اس میں استقلال ہو۔ پس نیکی کرو اپنی طاقت کے مطابق کرو اور پھر اس میں بڑھتے چلے جاؤ۔ مستقل مزاجی دکھاؤ۔

سوال ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کون سے پانچ حق ہیں؟

جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار ہو جائے تو اسکی عیادت کرنا، فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شامل ہونا، اس کی دعوت قبول کرنا اور اگر وہ چھینک مارے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اسکی چھینک کا جواب یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کی دعا کے ساتھ دینا۔ ایک اور روایت میں زائد بات یہ ہے کہ جب تو اسے ملے تو اسے سلام کہے اور جب وہ تجھ سے خیر خواہانہ مشورہ مانگے تو خیر خواہی اور بھلائی کا مشورہ دے۔

سوال سب سے بڑا صدقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس کو قرار دیا؟

جواب ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ و خیرات میں ایسی دیر نہ کر مبادا جب جان حلق تک پہنچ جائے تو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ فلاں کا ہو ہی چکا ہے۔

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items
Mob: 9647960851
9082768330
Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18

طالب دعا: جان عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیربھوم۔ بنگال)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

کیا بجز میرے کسی اور مدعی کے وقت ہوا؟......نہ صرف یہ کہ دو فریق اس کے محافظ چلے آئے ہیں بلکہ خدا نے اس حدیث کی پیشگوئی کو پورا کر کے اس کی سچائی پر مُہر کر دی اور اس سے علاوہ یہ کہ پہلی کتابوں میں بھی مسیح موعود کی علامت خسوف وکسوف لکھا ہے اور یہ حدیث کتاب دار قطنی اور اکمال الدین میں ہے جس پر انہوں نے کوئی جرح نہیں کی......سُنی اور شیعہ دونوں گروہ اس کسوف خسوف کے تیرہ سو برس سے منتظر تھے مگر جب وہ ظاہر ہوا تو اُس کی تکذیب کی۔ کیا یہودیت کے کچھ اور بھی معنی ہیں۔ (نزول المسیح جلد 18 صفحہ 412)

یہ دار قطنی کا فخر ہے کہ جس کی حدیث ایسی صفائی سے پوری ہوگئی

یاد رہے کہ کسی حدیث کی سچائی پر اس سے زیادہ کوئی یقینی اور قطعی گواہی نہیں ہوسکتی کہ وہ حدیث اگر کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے تو وہ پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جائے کیونکہ اور سب طریق اثبات صحت حدیث کے ظنی ہیں مگر یہ حدیث کا ایک چمکتا ہوا زیور ہے کہ اس کی سچائی کی روشنی پیشگوئی کے پورے ہونے سے ظاہر ہو جائے کیونکہ کسی حدیث کی پیشگوئی کا پورا ہو جانا اس حدیث کو مرتبہ ظن سے یقین کے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیتا ہے اور ایسی حدیث کے ہم رتبہ اور یقینی مرتبہ میں ہم پلّہ کوئی حدیث نہیں ہوسکتی گو بخاری کی ہو یا مسلم کی۔ اور ایسی حدیث کے سلسلۂ اسناد میں گو بفرض محال ہزار کذاب اور مفتری ہو اس کی قوت صحت اور مرتبہ یقین کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وسائل محسوسہ مشہودہ بدیہہ سے اُس کی صحت کھل جاتی ہے اور ایسی کتاب کا یہ امر فخر ہو جاتا ہے اور اس کی صحت پر ایک دلیل قائم ہو جاتی ہے جس میں ایسی حدیث ہو پس دار قطنی کا فخر ہے جس کی حدیث ایسی صفائی سے پوری ہو گئی۔ (تحفہ گولڑویہ جلد 17 صفحہ 144)

بڑے درد اور کرب سے دعوتِ حق

سو اے حامیانِ ملت اور اَے صاحبانِ غیرت اور حمیت اور اے مددگاران شریعت زمانہ کو پہچان لو کیونکہ وقت آ گیا اور یہ وہی زمانہ ہے جس کے آنے کے تم امیدوار تھے اور یہ وہی وقت ہے جس کی امیدیں ہمیشہ سے تھیں اور یہ وہی مہدی ہے جس کے انتظار میں تم تھے دیکھو چاند اور سورج کو گرہن ہو گیا پس اب بھی آ ؤ گے یا نہیں خبردار تم نے وہ زمانہ پالیا جو کھویا تھا۔ سو اس فضل کی طرف دوڑو جو تم پر اترا اور اس مجدد کی طرف آ ؤ جو مبعوث ہوا اور کچھ شک و شبہ مت کرو اور ان ہمتوں کے ساتھ اٹھو جن سے پہاڑ دور ہو جاتے ہیں اور ہاتھی بھاگتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے دنوں کی تحقیر مت کرو اور اگر ایسا کیا تو تم پر غضب نازل ہوگا سو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرو اور دلیری سے مت بولو۔

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس تعلق میں پُر شوکت انعامی چیلنج اور بعض آپؑ کے نہایت دلچسپ اور ایمان افروز ارشادات پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10483: مَیں امین خان ولد مکرم غنی خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 54 سال پیدائشی احمدی، ساکن نرگاؤں ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 16/نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حلیم احمد مبلغ سلسلہ　　العبد: امین خان　　گواہ: سلیمان خان معلم سلسلہ

مسل نمبر 10484: مَیں مبشرہ بیگم زوجہ مکرم روجاب خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن نرگاؤں تحصیل بانکی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 16/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/20,525 روپئے، زیور طلائی: چین، بالی، چوڑی کل وزن 3 تولہ 22 کیریٹ، زیور نقرئی: پازیب 10 تولہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ارادت خان　　الامۃ: مبشرہ بیگم　　گواہ: سلیمان خان

مسل نمبر 10485: مَیں آمنہ بیگم زوجہ مکرم میاں جان خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی، ساکن نرگاؤں تحصیل بانکی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 2/اکتوبر 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/50,525 روپئے، زیور طلائی: ہار 2 تولہ، چین 1 تولہ، کان کے پھول 1 تولہ، منگل سوتر 1 تولہ (22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب 4 تولہ، انگوٹھی 1 تولہ، چابی کا چھلہ 5 تولہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ارادت خان　　الامۃ: آمنہ بیگم　　گواہ: سلیمان خان معلم سلسلہ

مسل نمبر 10486: مَیں لطیفہ بیگم زوجہ مکرم رمضان خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن نرگاؤں تحصیل بانکی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 16/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/20,525 روپئے، زیور طلائی: ہار، کان کے پھول کل وزن 2.50 تولہ 22 کیریٹ، زیور نقرئی: پازیب 2 جوڑی کل وزن 5 تولہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ارادت خان　　الامۃ: لطیفہ بیگم　　گواہ: سلیمان خان معلم سلسلہ

مسل نمبر 10487: مَیں کلیمہ سلطانہ زوجہ مکرم امین خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن نرگاؤں تحصیل بانکی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 16/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/22,250 روپئے، زیور طلائی: ہار، کان کی بالیاں (کل وزن 2 تولہ) 22 کیریٹ، زیور نقرئی: پازیب 5 تولہ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حلیم احمد مبلغ سلسلہ　　الامۃ: کلیمہ سلطانہ　　گواہ: سلیمان خان معلم سلسلہ

مسل نمبر 10488: مَیں طیبہ اعجاز زوجہ مکرم اعجاز احمد گنائی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ ریشی نگر تحصیل وضلع شوپیان صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 23/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 2 ہار، 1 چین، 1 جھمکہ، 6/انگوٹھیاں، 2 جوڑی کانٹے، 2 عدد کان کی بالیاں (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/75,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　　گواہ: طاہر احمد شاہ　　الامۃ: طیبہ اعجاز　　گواہ: فیروز احمد خان

مسل نمبر 10489: مَیں نصرینہ بانو زوجہ مکرم خورشید احمد گنائی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 56 سال پیدائشی احمدی، ساکن رشی نگر ضلع شوپیان صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 24/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/50,000 روپئے، زیور طلائی: 2 جھمکے، 2/انگوٹھیاں، 1 جوڑی کان کی بالیاں، زمین 1 کنال۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　　گواہ: خورشید احمد گنائی　　الامۃ: نصرینہ بانو　　گواہ: فیروز احمد خان

مسل نمبر 10490: مَیں خورشید احمد گنائی ولد مکرم محمد ایوب گنائی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹھیکیداری عمر 59 سال، ساکن ریشی نگر ضلع شوپیان صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 23/نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ

وقف نو بچی کی دعا

مرے پیارے اللہ مرے دل کی راحت　　مجھے اپنی کامل محبت عطا کر
رہوں عشق مولیٰ کی مستی میں ہر دم　　عبادت کی توفیق و لذت عطا کر
مرا نام آقا نے رکھا ہے ہالہ　　مرے دل کو نور ہدایت عطا کر
مجاہد ہوں میں وقف نو کی خدایا　　شجاعت عطا کر، کرامت عطا کر
نہ مانگوں گی تیرے سوا میں کسی سے　　غِنٰی دے مجھے اپنی غیرت عطا کر
میں قرآں کی پابند ہر دم رہوں اور　　نماز اور روزہ کی رغبت عطا کر
عطا کر مجھے دین کی روشنی خود　　مجھے علم و عرفان و حکمت عطا کر
سکھا دے مجھے ساری اسلامی باتیں　　مسائل پہ دیں کے مہارت عطا کر
رہوں گامزن راہِ تقویٰ پہ ہر دم　　گناہوں سے بچنے کی طاقت عطا کر
دل و جاں محمدؐ پہ قرباں ہو یارب　　اور آخر میں ان کی شفاعت عطا کر
مسیح الزماں سے بھی بیعت ہو دل سے　　جماعت سے مجھ کو ارادت عطا کر
خلافت سے وابستہ ہر دم رہوں میں　　مجھے تو خلیفہ کی طاعت عطا کر
عطا کر مجھے اچھے اخلاق مولیٰ　　صداقت، امانت، دیانت عطا کر
نہ ہو بغض وکینہ نہ نفرت کسی سے　　مجھے ایسی پاکیزہ طینت عطا کر
بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے نرمی　　مؤدب بنا دل کو شفقت عطا کر
مرے ابو امی کو میری طرف سے　　سکوں دل کا آنکھوں کی قُرّت عطا کر
مری چھوٹی بہنا کے معصوم دل کو　　ہر اک زندگی کی حلاوت عطا کر
میں بندی تری ہوں، تری ہی رہوں گی　　مجھے اپنی قربت کی جنت عطا کر

(تنویر احمد ناصر، نائب ناظر نشر واشاعت قادیان)

جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 2 کنال زمین پر 5 مرلہ تعمیر شدہ مکان، زمین 39 کنال، مکان 8 مرلہ زمین پر بمقام ننگل باغبانہ، ایک پلاٹ 10 مرلہ بمقام ارم لین سری نگر۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/70,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد شاہ　　العبد: خورشید احمد گنائی　　گواہ: رفیق احمد بیگ

مسل نمبر 10491: مَیں جمیلہ بشریٰ زوجہ مکرم طاہر احمد ڈار صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ کوریل تحصیل دمہال ہانجی پورہ ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 6/دسمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/60,000 روپئے، زیور طلائی: 4 جھمکے، 2 ہار، 10/انگوٹھیاں، 2 کڑے (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد شبیر مبشر　　الامۃ: جمیلہ بشریٰ　　گواہ: فیروز احمد خان

مسل نمبر 10492: مَیں بابر گلزار ڈار ولد مکرم گلزار احمد ڈار صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: احمدیہ مسلم مشن سری نگر، مستقل پتا: جماعت احمدیہ ناصر آباد ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 19/مارچ 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　　گواہ: عارف احمد نایک　　العبد: بابر گلزار ڈار　　گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 10493: مَیں سائرہ بانو زوجہ مکرم کنور صابر علی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال تاریخ بیعت 1991ء، ساکن محلہ باب الابواب ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 13/اکتوبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/5000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: 1 لونگ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　　گواہ: کلیم احمد　　الامۃ: سائرہ بانو　　گواہ: محمد دانش

مسل نمبر 10494: مَیں آصفہ مریم بنت مکرم پی سکندر باشا صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن T-3RD ثمر قند ہاؤس (ننگل) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 11/مئی 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: چین 27 گرام، 2/انگوٹھیاں 4 گرام، 1 جوڑی کان کی بالیاں 10 گرام، 1 جوڑی کان کی بالیاں 2 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　　گواہ: عاشق حسین گنائی　　الامۃ: آصفہ مریم　　گواہ: طاہر احمد بیگ

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 27 - January - 2022 Issue. 4

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

خدانے تجھے ایمان نصیب کرنا تھا اس لئے تُو بچ گیا ورنہ خدا کی قسم اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو ضرور مار ڈالتا

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 رجنوری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آجکل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اکرم ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے خود دعا مانگتے ہوئے سنگِ بنیاد رکھا اور جیسا کہ قبا کی مسجد میں ہوا تھا صحابہ نے معماروں اور مزدوروں کا کام کیا جس میں کبھی کبھی آنحضرت ﷺ خود بھی شرکت فرماتے تھے۔ تعمیر شروع ہونے کے وقت آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک اینٹ رکھی۔ پھر حضرت ابوبکر نے آپ کی اینٹ کے ساتھ ایک اینٹ رکھی پھر حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی اینٹ کے ساتھ ایک اینٹ رکھی پھر حضرت عثمان نے حضرت عمر کی اینٹ کے ساتھ ایک اینٹ رکھی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں مکانوں کیلئے زمین عطا فرمائی تو حضرت ابوبکرؓ کے گھر کی جگہ مسجد کے پاس مقرر فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت خارجہ بن زید کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے درمیان جو عقد مؤاخات قائم فرمایا تھا وہ مکہ میں فرمایا تھا۔

غزوہ بدر کے موقع پر صحابہ کے پاس ستر اونٹ تھے اس لئے آنحضرت ﷺ نے ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کیلئے مقرر کیا اور ہر ایک باری باری سوار ہوتا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام کی طرف سے آرہا تھا جس کی روک تھام کیلئے رسول اللہ ﷺ نکلے تھے راستے میں آپ کو معلوم ہوا کہ مکہ سے ایک بھاری لشکر اپنے تجارتی قافلہ کو بچانے کیلئے نکل پڑا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا کہ تجارتی قافلہ سے مقابلہ ٹھیک ہے یا مکہ کے اصل لشکر سے؟ اس پر ایک گروہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کو تجارتی قافلے کے طرف ہی جانا چاہئے اور آپ دشمن کو چھوڑ دیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اس پر حضرت ابوبکر کھڑے ہو گئے اور گفتگو کی اور بہت عمدہ گفتگو کی پھر حضرت عمر کھڑے ہوئے اور گفتگو کی اور بہت عمدہ گفتگو کی۔ پھر حضرت مقداد کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ جس کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے اسی طرف چلئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم ہم آپ سے یہ نہ کہیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ۔ پس جا تو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ ہم لوگ آپؐ کے ساتھ مل کر قتال کریں گے جب تک ہم میں جان ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور آپ اس بات پر بہت زیادہ مسرور ہوئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے بدر کے قریب پڑاؤ کیا۔ آپؐ کیلئے ایک سائبان بنایا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر نے اسی سائبان میں رات بسر کی۔ حضرت ابوبکر سائبان میں ننگی تلوار سونت کر آپ کے پاس حفاظت کیلئے کھڑے رہے اور آنحضرت ﷺ نے رات بھر گریہ وزاری سے دعائیں کیں اور لکھا ہے کہ سارے لشکر میں صرف آپ ہی تھے جو رات بھر جاگے باقی سب لوگ باری باری اپنی نیند سو لئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قرآن شریف میں بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں پر فتح پانے کا وعدہ دیا گیا تھا مگر جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی جو اسلام کی پہلی لڑائی تھی تو آنحضرت ﷺ نے رونا اور دعا کرنا شروع کیا اور دعا کرتے کرتے یہ الفاظ آنحضرت ﷺ کے منہ سے نکلے کہ اَللّٰهُمَّ اِنۡ اَهۡلَكۡتَ هٰذِهِ الۡعِصَابَةَ فَلَنۡ تُعۡبَدَ فِي الۡاَرۡضِ اَبَدًا۔ یعنی اے میرے خدا اگر آج تو نے اس جماعت کو جو صرف تین سو تیرہ آدمی تھے ہلاک کر دیا تو پھر قیامت تک کوئی تیری بندگی نہیں کرے گا۔ ان الفاظ کو جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے منہ سے سنا تو عرض کی یا رسول اللہ آپ اس قدر بیقرار کیوں ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو آپ کو پختہ وعدہ دے رکھا ہے کہ میں فتح دوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر اس کی بے نیازی پر میری نظر ہے یعنی کسی وعدے کا پورا کرنا خدا تعالیٰ پر حق واجب نہیں ہے۔

حضرت ابوبکرؓ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ مختلف امور پر باتیں شروع ہوگئیں۔ حضرت عبدالرحمن جو حضرت ابوبکرؓ کے بڑے بیٹے تھے اور جو بعد میں مسلمان ہوئے بدر یا احد کی جنگ میں کفار کی طرف سے لڑائی میں شریک ہوئے۔ انہوں نے کھانا کھاتے ہوئے باتوں باتوں میں کہا کہ ابا جان اس جنگ میں فلاں جگہ سے آپ گذرے تھے تو اس وقت میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا اور میں اگر چاہتا تو حملہ کر کے آپ کو ہلاک کر سکتا تھا مگر میں نے کہا اپنے باپ کو کیا مارنا ہے۔ حضرت ابوبکر نے جواب دیا خدا نے تجھے ایمان نصیب کرنا تھا اس لئے تُو بچ گیا ورنہ خدا کی قسم اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو ضرور مار ڈالتا۔

جنگ کے بعد مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا کہ ان کے متعلق کیا کرنا چاہئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میری رائے میں تو ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ آخر یہ لوگ اپنے ہی بھائی بند ہیں اور کیا تعجب کہ کل کو انہی میں سے فدایانِ اسلام پیدا ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور قتل کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ جو مشرکین اپنا فدیہ ادا کر دیں انہیں چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ بعد میں اسی کے مطابق الٰہی حکم نازل ہوا۔

مدینہ میں ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ بیمار ہو گئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ مدینہ بھی ہمیں ایسا ہی پیارا بنا دے جیسا کہ ہمیں مکہ پیارا ہے یا اس سے بھی بڑھ کر اور اسکو صحت بخش مقام بنا اور ہمارے لئے اسکے صاع میں اور مُد میں برکت دے اور اسکے بخار کو یہاں سے لے جا کر جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔

غزوہ اُحد کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ شوال 3 ہجری بمطابق 624 میں یہ غزوہ مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان ہوا۔ جمعہ کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں عام تحریک فرمائی کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے اس غزوہ میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں۔ اسکے بعد آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے جہاں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی مدد سے آپ نے عمامہ باندھا اور لباس پہنا اور پھر ہتھیار لگا کر اللہ کا نام لیتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔

غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ کون ہے جو اس کا حق ادا کرے۔ اس موقع پر جن اصحاب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ تلوار ان کو عنایت کی جائے ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ مگر آپ نے اپنا ہاتھ روکے رکھا اور یہی فرماتے گئے، کوئی ہے جو اس کا حق ادا کرے؟ آخر ابودجانہ انصاری نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے عنایت فرمائیے۔ آپ نے یہ تلوار انہیں دے دی۔

رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے موت پر بیعت لی جب بظاہر مسلمانوں کی پسپائی ہوئی تھی تو وہ ثابت قدم رہے اور اپنی جان پر کھیل کر آپ ﷺ کا دفاع کرنے لگے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے۔ ان بیعت کرنے والے خوش نصیبوں میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعدؓ حضرت سہل بن حنیفؓ اور حضرت ابودجانہؓ شامل تھے۔

دشمن کے ہر حملہ کی ہر لہر مسلمانوں کو کہیں کا کہیں بہا کر لے جاتی تھی مگر جب ذرا زور تھمتا تھا مسلمان بیچارے لڑتے بھڑتے پھر اپنے محبوب آقا کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ بعض اوقات تو ایسا خطرناک حملہ ہوتا تھا کہ آنحضرت ﷺ عملاً اکیلے رہ جاتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ کے ارد گرد صرف بارہ آدمی رہ گئے اور ایک وقت ایسا تھا کہ آپ کے ساتھ صرف دو آدمی ہی رہ گئے۔ ان جاں نثاروں میں حضرت ابوبکر، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن وقاص، ابودجانہ انصاری، سعد بن معاذ اور طلحہ انصاری کے نام خاص طور پر مذکور ہوئے ہیں۔

غزوہ احد میں نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک میں خود کی کڑیاں دھنس گئی تھیں اور آپؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے۔ اس تعلق میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں آگے بڑھا تا خود کی کڑیوں کو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک سے نکال سکوں۔ اس پر حضرت ابوعبیدہ نے کہا کہ میں آپ کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اسے میرے لئے چھوڑ دیں۔ پس میں نے ان کو چھوڑ دیا اور ابوعبیدہ نے ناپسند کیا کہ ان کڑیوں کو ہاتھ سے کھینچ کر نکالیں اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچے تو انہوں نے ان کڑیوں کو اپنے منہ سے نکالنے کی کوشش کی اور ایک کڑی کو نکالا تو کڑی کے ساتھ ان کا اپنا سامنے کا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ پھر دوسری کڑی نکالنے کیلئے میں آگے بڑھا کہ میں بھی ایسا ہی کروں تو حضرت ابوعبیدہ نے پھر کہا کہ میں آپ کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اسے میرے لئے چھوڑ دیں اور انہوں نے پھر ویسا ہی کیا جیسا پہلے کیا تھا تو ابوعبیدہ کا سامنے کا دوسرا دانت بھی کڑی کے ساتھ ٹوٹ گیا۔ پس ابوعبیدہ سامنے کے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

غزوہ احد کے دن جب آنحضرت ﷺ صحابہ کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے تو کفار بھی آپ کے پیچھے آئے۔ ابوسفیان نے تین بار پکار کر کہا کیا ان لوگوں میں محمد ہے (ﷺ) نبی ﷺ نے صحابہ کو جواب دینے سے روک دیا۔ پھر اس نے تین بار پکار کر پوچھا کیا تم میں ابوقحافہ کا بیٹا ہے اور پھر تین بار پوچھا کہ کیا کہ تم میں ابن خطاب ہے پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور کہنے لگا یہ سب مارے گئے۔ اِس پر ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں نے خوشی سے نعرہ لگایا اُعۡلُ هُبُلۡ۔ اُعۡلُ هُبُلۡ۔ ہمارے معزز بت ہبل کی شان بلند ہو کہ اس نے آج اِسلام کا خاتمہ کر دیا ہے۔ وہی رسول کریم ﷺ جو اپنی موت کے اعلان پر ابوبکر کی موت کے اعلان پر اور عمر کی موت کے اعلان پر خاموشی کی نصیحت فرما رہے تھے۔ جوش سے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اَللّٰهُ اَعۡلٰى وَاَجَلّ۔ اَللّٰهُ اَعۡلٰى وَاَجَلّ۔ یعنی اللہ وحدہ لاشریک ہی معزز ہے۔

کفار مکہ کے دل باوجود اس فتح کے اندر ہی اندر مرعوب تھے اور انہوں نے اسی غلبہ کو غنیمت جانتے ہوئے جو احد کے میدان میں ان کو حاصل ہوا تھا مکہ کو جلدی جلدی لوٹ جانا ہی مناسب سمجھا مگر بایں ہمہ آنحضرت ﷺ نے مزید احتیاط کے خیال سے فوراً ستر صحابہ کی ایک جماعت جس میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر بھی شامل تھے تیار کر کے لشکر قریش کے پیچھے روانہ کر دی۔ آپ نے ان کو تاکید فرمائی کہ اگر قریش کا لشکر مدینہ کا رخ کرے تو فوراً آپکو اطلاع دی جاوے اور آپ نے بڑے جوش کی حالت میں فرمایا کہ اگر قریش نے اس وقت مدینہ پر حملہ کیا تو خدا کی قسم ہم ان کا مقابلہ کر کے انہیں اس حملہ کا مزا چکھا دیں گے۔ بہر حال یہ جو وفد گیا تھا جلد ہی یہ خبر لے کر واپس آ گیا کہ قریش کا لشکر مکہ کی طرف جا رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ ذکر انشاء اللہ آئندہ بھی چلے گا۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad